ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

ایڈیٹر
مرزا محمد الدین ناز

جون ۱۹۸۷ء

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

احسان ۱۳۶۶ ہش

جون ۱۹۸۷ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

فہرست

جلد نمبر ۲۸

شمارہ نمبر ۶

شرح چندہ

پاکستان:		بیس روپے سالانہ
امریکہ، کینیڈا	بذریعہ ہوائی ڈاک:	پندرہ ڈالر ″
جزائر فجی	″ بحری ″ :	آٹھ ″ ″
دیگر ممالک	″ ہوائی ″ :	چھ پونڈ ″
	″ بحری ″ :	تین ″ ″

قیمت فی پرچہ: دو روپے

ناشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- قاضی منیر احمد

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

کتابت:- حمید الدین

اداریہ

ڈھونڈ اُجڑے ہُوئے لوگوں میں وفا کے موتی

روزمرّہ کے اخبارات، جرائد و رسائل کے مطالعہ سے ایک بات اظہر من الشمس ہوتی ہے کہ ہر طبقۂ فکر میں ایک خاص اضطراب پایا جاتا ہے، اخلاص اور دیانتداری کا فقدان محسوس ہوتا ہے، فساد اور شرانگیزی کا غلغلہ ہے۔ ہفت روزہ المنبر فیصل آباد اپنی اشاعت ۲ تا ۷ ر جنوری ۱۹۸۷ء کے صفحہ ۶ پر لکھتا ہے:-

"لاریب آج شہروں اور دیہات، آبادیوں اور جنگلات ہر جگہ فساد کی حکمرانی ہے نہ کسی کو اپنے گھر میں سکون ہے ...... نہ ماتحت اپنے اُوپر کے افراد و طبقات سے خوش، نہ اُوپر والے اپنے ماتحتوں سے مطمئن۔ اور تو اور واقعہ یہ ہے کہ اگر ہم خداداد احساس سُود و زیاں اور انسانی شعور سے یکسر محروم نہیں ہو چکے تو ہم میں سے اکثریت کا حال یہ ہے کہ ..... ایک قدم گھر کی چار دیواری سے باہر نکالیں تو اپنی گلی محلے سے بازار تک ہر جگہ وہی کچھ ہوتا دکھائی دیتا ہے جو ابھی پیش کیا گیا۔ تخریبی کارروائیوں سے وی سی آر اور ویڈیو فلموں کے حوالے سے پیش کیا گیا اور ہر روز اس کا مشاہدہ ہم آپ سبھی کر رہے ہیں کہ ہر چڑھنے والا سُورج ہماری پریشانیوں میں اضافے اور بچے کھچے اطمینان میں شدید کمی کا پیامبر دکھائی دیتا ہے۔

بازاروں اور چوراہوں میں عصمت فروشی کے علاقے۔ گھروں اور سڑکوں کے ساتھ ملحق فحاشی، عریانی، بدذہنی اور بدعملی کے مراکز سینما ہالوں کی صورت میں۔ عریاں اور جفت تصویروں سے اَٹے پڑے طویل و عریض سائن بورڈوں سے آراستہ انہی سینما ہالوں میں ہماری ملّت کے پڑھے لکھے اساتذہ، سرکاری ملازمین، کاروباری مراکز کے منتظمین اور قطعی جاہل و اَن پڑھ مزدور اور دوسرے افراد ہولناک تعداد میں دن رات میں چار پانچ مرتبہ جوق در جوق داخل ہوتے ہیں اور وہاں ہر نوع کی

عریانی، فحاشی اور بدمعاشی کے تمام افعال کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔"
ہفت روزہ المنیر فیصل آباد اپنی اشاعت ۱۲ تا ۲۷ مارچ ۱۹۸۷ء صفحہ ۸ پر حکومت کے بارہ میں زیرِ عنوان "اخلاقی جرائم کے بعد حکومتی سطح پر فراڈ، خیانت اور بدنظمی کی صورت میں" یوں رقمطراز ہے :-

"قومی اسمبلی اور سینٹ میں، وقفۂ سوالات کے دوران، یہ باتیں کہی گئیں کہ ــــــ

"قومی بنکوں نے ایک ارب ۲۰ کروڑ روپے کی رقوم معاف کر دیں" یہ رقوم فراڈ خورد برد اور ناقابلِ وصول قرضوں کے کیسوں میں معاف کی گئیں تفصیل میں جائے بغیر اجمالاً اس بیس کروڑ روپے کے ضائع ہونے کی صورت یہ ہے۔

سینٹ کے وقفۂ سوالات میں وزیرِ خزانہ میاں یٰسین وٹو نے ایوان کو بتایا کہ :-

۱: ــــــ پاکستان میں قلم زد کی گئی رقم ۴۱ کروڑ چھ لاکھ ۱۲ ہزار روپے۔

۲: ــــــ بیرون ملک قلم زد کی گئی رقم ۸۷ کروڑ، ۷ لاکھ ۹۷ ہزار روپے۔　　اس میں سے

۳: ــــــ ۴۹ کروڑ روپے کا ایک بنک فراڈ کیس جو لندن میں ہوا ــــــ

(نوائے وقت، جنگ لاہور ۱۶ جنوری ۱۹۸۷ء)

اور یہ کہانی صرف ایک ارب ۲۰ کروڑ کی رقم تک محدود نہیں اور نہ ہی اس کا تعلق صرف اس دور سے ہے جس میں مقدور بھر بعض اسلامی اقدامات ہوئے مگر ان کے اہم تر تقاضے، معاشرے، دینی قیادت اور حکومت نے پورے نہ کئے تو یہ اہم اقدامات وہ نتائج سامنے نہ لا سکے جو لازماً مشاہدے میں آنے چاہیئے تھے۔

لرزہ خیز اعداد و شمار کی ایک جھلک

وفاقی وزیرِ خزانہ میاں یٰسین وٹو نے قومی اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں انکشاف کیا کہ یکم جنوری ۱۹۷۴ء سے ۳۱ دسمبر ۱۹۸۶ء تک کی مدت میں قومیائے گئے بنکوں میں سے ایک ہزار ایک سو پچانوے ملین یعنی گیارہ ہزار نو سو پچاس لاکھ یا عوام کی سمجھ بوجھ کے اعداد و شمار کے مطابق گیارہ ارب پچانوے کروڑ روپے کی رقم وہ ہے جس کا کوئی حساب نہیں ملتا اور جسے مجبوراً بہی کھاتہ سے خارج کرنا پڑا ہے۔

وزیرِ خزانہ کے بقول اس خطیر رقم کے لاپتہ ہونے کے چار مد ہیں (۱) ڈکیتی (۲) غبن (۳) فراڈ یعنی فریب اور چوری (۴) قرضہ کی غیر وصولیابی۔ سرکاری سطح پر ایک وضاحت

اِس صورت میں کی گئی۔ تیرہ سال میں لگ بھگ بارہ ارب روپے بے ایمان افسروں اور ڈاکوؤں کی تحویل میں جا چکے ہیں یعنی ہر سال تراسی لاکھ اور ہر دن پونے تین لاکھ روپے کی خطیر رقم چور دروازوں سے بے خوف و خطر نکل رہی ہے۔ (جسارت ۹ مارچ ۱۹۸۷ء)

بارہ تیرہ ارب روپے کی یہ داستان بجائے خود، ہر صاحبِ فکر ہی نہیں، ہر زندہ انسان کے لئے باعثِ تشویش ہونی چاہیئے ——— مگر یہاں تو بات اس سے بہت آگے بڑھ چکی ہے۔

تجارت اور منصوبہ بندی کے وزیر ڈاکٹر محبوب الحق صاحب نے برملا اعتراف اور اعلان کیا کہ سرکاری اہل کار ہر سال ۲۰ ارب روپے کی رشوت کھا جاتے ہیں "ڈی ریگولیشن کمیٹی" کے چیئرمین کی حیثیت سے ..... انہوں نے اپنی رپورٹ میں بطور مثال لکھا کہ

"ڈی ریگولیشن کمیشن کے مطابق صرف گندم کے "زرِ تلافی" پر دو ارب روپے ہر سال بدعنوان اہلکار رشوت کے طور پر کھا جاتے ہیں"۔ (جنگ ۲ اپریل ۱۹۸۶ء) ....

آج حضور امام الانبیاء (آپ پر ہمارے ماں باپ قربان) صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری فرمودہ امّت، بشمول ہم سب کے لئے انتہائی خطرناک ایمانی ضعف، اخلاقی ابتری اور باہم تصادم میں اِس حد تک مبتلا ہے کہ ہماری تباہی خود ہمارے ہاتھوں پایۂ تکمیل تک پہنچ رہی ہے۔

"سوچیئے اور فیصلہ کیجئے"

روزنامہ نوائے وقت نے کشفِ حالات میں مزید راہنمائی کی۔ وہ زیرِ عنوان "اربوں روپیہ ضائع ہو چکا ہے منظور شدہ رقم کا ۲۰ فیصد بھی خرچ ہوتا تو ملکی حیثیت بدل جاتی"۔ چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی رپورٹ کے حوالہ سے لکھتا ہے:-

" وفاقی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے مرکزی حکومت کے ۴۵ کے ۴۵ شعبوں کے حسابات کی جانچ پڑتال کا کام مکمل کر لیا ہے۔ یہ حسابات ۱۹۸۱ء سے ۱۹۸۵ء تک کے عرصے سے تعلق رکھتے ہیں کمیٹی نے یہ حیرت انگیز انکشاف کیا ہے کہ ہر سال بجٹ میں مختص کی ہوئی رقوم کا ۶۰ فیصد ضائع جاتا رہا ہے۔ مالیات کا یہ عمداً ضیاع ان پراجیکٹوں پر خاص طور پر نمایاں ہے جن میں غیر ملکی زرِ مبادلہ یا غیر ملکی امداد شامل ہوتی ہے۔ یہ حیران کن انکشاف سردار زادہ محمد علی خان چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے ایک ملاقات میں کیا ہے۔ انہوں

نے کہا کہ کمیٹی کے پاس یہ ثبوت بھی موجود ہے کہ کس طرح ایسے پراجیکٹوں کے لئے مخصوص غیر ملکی سرمائے کو متعلقہ حکام نے ملک سے باہر منتقل کر دیا۔ اُن سے سوال کیا گیا کہ کن شعبے میں سب سے زیادہ رقوم کا ضیاع ہوا ہے۔ تو اس کے جواب میں چیئرمین نے سوال کیا آپ یہ پوچھیں کہ کہاں رقوم کا ضیاع نہیں ہوا۔ ضائع ہونے والی رقم اربوں میں ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی رپورٹ بجٹ سیشن کے دوران یا اس کے بعد اجلاس میں ایوان کے سامنے رکھ دی جائے گی اس پر ایوان میں بحث ہو گی اور وہی اِن افسروں کے خلاف کارروائی کی سفارش کرے گا جو ضیاع اور خورد بُرد کے ذمّہ دار ہیں۔ چیئرمین نے یہ بھی بتایا کہ جہاں تک کمیٹی کا تعلق ہے کمیٹی نے یہ سفارش کی ہے کہ ضائع ہونے والی تمام رقوم کو مالیے کی طرح اِن افسروں سے وصول کیا جائے جنہوں نے یہ عملاً ضائع کیں اِس کے علاوہ ان پر مقدمہ بھی چلایا جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم نے ایسے افسروں کو سنگین سزا دینے کی تجویز بھی رکھی ہے تاکہ دوسروں کی آنکھیں کُھل جائیں۔ طریقِ کار کے بارے میں انہوں نے کہا کہ کمیٹی نے تحقیقات کے وقت ہر پراجیکٹ پر ابتداء سے لے کر انتہا تک تمام مرحلوں میں اس کی پیش رفت کا جائزہ لیا تا کہ نہ صرف ضیاع کا پورا پورا علم بلکہ اُن افسروں کی بھی نشاندہی ہو سکے جو اس کے اصل ذمّہ دار ہیں.... سردار زادہ صاحب نے یہ بھی بتایا کہ انہوں نے ریلوے کے معاملات کی خاص طور پر تحقیقات کا حکم دیا ہے کیونکہ ریلوے میں وسیع پیمانے پر سرکاری رقوم کو ضائع کیا گیا ہے۔ ایسی مشینیں درآمد کی گئیں جن سے کوئی کام نہیں لیا گیا جو بعد ازاں برباد ہو گئیں.... پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین نے بتایا کہ اگر صرف بجٹ کی منظور شدہ رقم کا ۲۰ فیصد دیانت داری سے استعمال کیا جاتا تو آج ملک کی اقتصادی حالت خاصی بہتر اور مضبوط ہوتی اور ہماری معیشت کی شکل ہی دوسری ہوتی.... چیئرمین نے یہ بھی بتایا کہ کمیٹی کو حسابات کا جائزہ لیتے ہوئے کئی مشکلوں اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اکثر تو یہ بھی ہوا کہ جب کسی فائل کو طلب کیا گیا تو جواب ملا کہ یہ "خفیہ" ہے اور کسی کو دکھائی نہیں جا سکتی۔ ایسا بھی ہوا کہ بعض بہت اہم فائل ہی غائب تھی..... آخر میں چیئرمین نے عوام سے اپیل کی ہے کہ اگر انہیں کسی بھی مرکزی محکمہ میں کسی قسم کی بدعنوانی کا علم ہو تو وہ اس کی اطلاع کمیٹی کو فوراً دیں۔ ہر الزام کا پورا پورا ثبوت فراہم کیا

جائے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۹ رمئی ۱۹۸۷ء صفحہ ۸ کالم ۱)

حتیٰ کہ زکوٰۃ اور عُشر جیسے پاکیزہ نظام میں جن کے مصارف کا خدا تعالیٰ نے تعیّن فرمایا دھاندلیاں کی گئیں۔ چنانچہ روزنامہ جنگ لاہور ۱۷ اپریل ۱۹۸۷ء صفحہ ۱ کالم ۳-۴ میں "دھاندلیوں کے پیشِ نظر زکوٰۃ وعشر کا نظام تبدیل کرنے کا فیصلہ" کے عنوان کے تحت لکھتا ہے:۔

"ملک بھر میں جاری زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں کا نظام تبدیل کر کے زکوٰۃ وعشر کی وصولی کے لئے نیا نظام رائج کیا جا رہا ہے۔ یہ اقدام زکوٰۃ وعشر کی وصولی اور اس کی تقسیم میں ہونیوالی سنگین دھاندلیوں، خورد بُرد کے واقعات، زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں کے چیئرمینوں اور سیکرٹریوں کی طرف سے غیر مستحق لوگوں میں زکوٰۃ کی تقسیم، اقرباء پروری اور دیگر شکایات موصول ہونے پر حکومت نے اُٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔"

ایسے حالات میں کہ جب ساری قوم بد دیانتی، حرص اور فسق وفجور میں مبتلا ہو جائے تو المنبر فیصل آباد اپنی اشاعت ۲ تا ۱۷ رجنوری ۱۹۸۷ء کے صفحہ ۱۴ پر اس کا نتیجہ تحریر کرتا ہے:۔

"بڑے لوگوں کے بگاڑ اور فسق وفجور میں مبتلا ہونا قوموں کی تباہی وبربادی اور اللہ کے عذاب کا موجب ہؤا کرتا ہے (اگرچہ اِس عذاب کی لپیٹ میں بالآخر چھوٹے بڑے کی تمیز کے بغیر ساری قوم آجایا کرتی ہے)..... اِس اصول کا اشارہ قرآن پاک ہی کی ایک آیت کے اِن الفاظ میں موجود ہے۔

واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرنها تدميرا۔

واضح رہے کہ قیادت سے مراد محض سیاسی قیادت ہی نہیں ہے مذہبی قیادت بھی ہے فکری اور علمی قیادت بھی ہے۔ گروہی اور علاقائی اور طبقاتی قیادت بھی ہے۔"

ہر طرف اِسلام، اِسلام کا نعرہ لگنے اور نفاذِ اسلام میں ہر ذریعہ بروئے کار لانے کے باوجود ناکامی اور اس قنوطیّت کے ماحول میں ہر سعید فطرت پھر کس کا متلاشی ہے؟ اس کی دردانگیز آواز پوری قوم کے تمام طبقات کو جھنجھوڑ کر یہ دعوتِ فکر دے رہی ہے ؏

ڈھونڈ اُجڑے ہوئے لوگوں میں وفا کے موتی

کاش اہلِ عقل ودانش گوش برآواز ہوں چنانچہ نوائے وقت لکھتا ہے:۔

"جناب رسولِ پاک کا ارشادِ گرامی ہے کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے ریوڑ (باقی صفحہ ۱۲ پر)

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعت احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مئی ۱۹۸۷ء بمقام لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرعد کی درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ○

اور بتایا کہ اس آیت کا رمضان المبارک کے مہینہ سے بہت گہرا تعلق ہے اور یہ آیت ہر رمضان کا بہترین عنوان بن سکتی ہے۔ تقویٰ کی اعلیٰ تعلیم اس میں بیان کی گئی ہے جو مومن کی زندگی کا خلاصہ ہے۔

صبر کے معنوں پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور انور نے بتایا کہ صبر کا مضمون بہت وسیع ہے اور اس میں صرف تکلیف کے نتیجہ میں خاموشی اختیار کرنا اور واویلا نہ کرنا ہی کافی نہیں بلکہ صبر نیکیوں پر استقامت اختیار کرنا اور کسی قیمت پر بھی حاصل شدہ نیکیوں سے مُنہ نہ موڑنا بھی صبر کے معنوں میں داخل ہے۔

نیکی کے ساتھ صبر کے مضمون کو بیان کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو نیکی اللہ کی رضاء کے حصول کی خاطر کی جائے تو دُنیا پورا زور لگاتی ہے کہ وہ نیکی کرنے والے کو اس نیکی سے ہٹا دے۔ اس لئے وہ نیکی جو محض ابتغاء وجہ اللہ کے لئے ہو اس کے ساتھ صبر کا مضمون لاینفک ہے اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے مُنہ کی خاطر کچھ نیکی اختیار کی ہے ان کو لازماً صبر کے ہتھیاروں کے ساتھ ہتھیار بند ہونا پڑے گا ورنہ اس کے بغیر نیکی کا سفر مشکل ہو جائے گا۔

پھر حضورِ انور نے فرمایا کہ مومن کے جہاد کی کامیابی کا راز اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ یہ صفات

اختیار کرنے والے ضرور کامیاب ہوں گے۔ صبر کی عادت، اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر عبادتیں، انفاق فی سبیل اللہ جو خدا کی محبت کے نتیجہ میں ہو۔

فرمایا: اِس وقت جماعتِ احمدیہ ایسے دَور میں شامل ہے جس کا اِس آیت میں بیان ہے اور اس کے منفی جو صفات ہیں وہ آج احمدیت کے دشمن میں شدّت اختیار کرتی چلی جا رہی ہیں۔ حق اور باطل میں بڑے معرکہ کے لئے صف آرائی ہو چکی ہے۔ جب ایسی صف آرائی ہوتی ہے تو لازماً انجام یہ ہوتا ہے کہ ایک قوم مٹ جاتی ہے اور دوسری قوم کو اللہ تعالیٰ قوت پر قوت عطا کرتا چلا جاتا ہے اور ایسے موقع پر بیّنہ کے ذریعہ فیصلہ ہوتا ہے۔ جس کے پاس نہ دلیل ہے، نہ حق ہے، نہ انصاف ہے اس کو ضرور مٹنا ہوگا۔ اِس لئے جماعتِ احمدیہ جو نیکیوں پر قائم ہے اس کو یہ عہد کر لینا چاہیئے کہ وہ ہر قیمت پر نیکیوں کی حفاظت کرے گی۔ اس کے مقابل پر دشمن لازماً اس مقام سے ہٹانے کی کوشش کرے گا لیکن وہ ناکام ہوگا۔ اِس آیت میں بظاہر صف آرائی کا کوئی ذکر نہیں لیکن صبر کے لفظ میں جو جدّوجہد مخفی ہے اس کا اظہار آخری ٹکڑے میں ہے صبر اِس لئے کہ تمہاری مخالفانہ طاقتیں تمہیں مٹانے کی کوشش کریں گی لیکن اگر تم ثباتِ قدم اختیار کروگے تو تم ضرور کامیاب ہوگے اور دشمن کی مخالفانہ طاقتوں کو ضرور مٹنا ہوگا۔

فرمایا: جماعتِ احمدیہ جس نازک دَور میں سے گزر رہی ہے صبر کو اس کے وسیع معنوں کے ساتھ پیشِ نظر رکھ کر وفا دکھائیں اور کبھی مایوس نہ ہوں۔ رمضان میں اللہ تعالیٰ نے اس کا بہترین موقع عطا فرمایا ہے جبکہ زندگی کے ہر شعبے میں صبر کرنا پڑتا ہے اور زندگی کی تمام صلاحیتیں صبر چاہتی ہیں۔ روزمرّہ کی عادات کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ زبان پر پہرے لگانے پڑتے ہیں۔ عبادتوں پر زور دینا ہوتا ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات ہیں، دوست احباب سے تعلقات، سب پر روزہ اثرانداز ہوتا ہے اور ہر جگہ صبر کی ضرورت ہے۔ اِس لئے اِس مہینہ میں صبر کا پیمانہ بڑھائیں۔ اور ارادۃً ہر خواہش کی قربانی میں صبر کا معیار بلند ہونا چاہیئے۔ یہ خدا تعالیٰ کی رضاء کی خاطر صبر کی مہارت کے دن ہیں۔

فرمایا: رمضان میں دشمن کی کوششیں بھی تیز ہو جاتی ہیں کیونکہ ان دنوں میں وہ، خاص طور پر اس ماہ کے بعض دنوں میں وہ لوگ بھی بیوت الذکر میں آجاتے ہیں جو سارا سال اِن سے دُور رہتے ہیں۔ ایسے موقع پر ان کو اشتعال دلانے کے لئے دشمن کو اچھا موقع مِل جاتا ہے اور وہ ان مقدس مقامات کو نفرتوں کے پھیلانے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ اِس لئے ہمیں صبر کرنا ہوگا۔

فرمایا: اگر مذہبی قومیں خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر صبر نہ کریں تو صبر تو بہرحال ان کو کرنا پڑے گا کیونکہ خدا تعالیٰ کے جو عظیم الشان منصوبے ہیں وہ اپنے وقت پر ظاہر ہوں گے اِس لئے صبر تو انہیں کرنا ہوگا لیکن بہترین صبر وہی ہوگا جو رضائے باری تعالیٰ کی خاطر ہوگا کیونکہ وہ خود آسان ہو جائے گا اور جو صبر رضائے باری تعالیٰ کے بغیر ہوگا وہ مشکل ہو جائے گا پس اپنے ربّ کے پیار کی خاطر صبر کرو اور اس کا پیار بڑھاتے چلے جاؤ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور اس رستے کی جو تکلیفیں ہیں ان پر ہمیں صبر عطا کرے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ رمئی ۱۹۸۷ء بمقام لندن

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضورِ انور نے احبابِ جماعت کو ایک نہایت ہی صبر آزما اور غم بھری خبر دی کہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بعمر قریباً تراسی سال مورخہ ۶ رمئی ۱۹۸۷ء پاکستان کے وقت کے مطابق تین بجے ہم سے جدا ہو گئی ہیں۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

آپ کے اوصافِ حمیدہ بیان کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ آپ بہت پاک خُو اور پاک شکل تھیں اور آپ کی طبیعت میں نہایت جاذبیت تھی اور بچوں سے بہت پیار کیا کرتی تھیں کہ وہ جلد ہی آپ سے مانوس ہو جاتے تھے۔

حضور نے بتایا کہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا الہام "دختِ کرام" آپ کے حق میں پورا ہوتا ہے اور اس الہام کی روشنی میں واقعتہً شرافت اور اخلاقِ کریمانہ آپ کے خون اور مزاج میں شامل تھے جس کے بہت سے لوگ گواہ ہیں۔ آپ نے اپنے اخلاق سے ثابت کیا کہ آپ اخلاقِ کریمانہ والوں کی بچّی تھیں اور خود کریمانہ اخلاق کی مالک تھیں۔

حضور نے فرمایا کہ میرے لئے بطورِ خاص یہ ایک نہایت ہی صبر آزما خبر تھی کیونکہ حضرت پھوپھی جان کی خواہش تھی اور مَیں جانتا ہوں کہ میری خواہش کے جواب میں تھی یعنی جو میرے دل میں ان کی محبّت تھی اُس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل میں یہ خواہش پیدا کی کہ وہ مجھے دوبارہ دیکھیں اور اپنے گلے لگائیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے خطوں میں یہ اظہار کیا کہ مَیں دوبارہ تمہیں دیکھوں اور خود گلے لگا سکوں۔

اِسی ضمن میں حضور نے اپنی چند روز قبل کی خواب کا ذکر فرمایا جس میں حضرت بُوزینب صاحبہ والدہ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب خواب میں آئی ہیں اور حضور انور سے گلے لگتی ہیں اور اس کے بعد یہ مضمون ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود نہیں ملنے آئیں بلکہ ملانے آئی ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک خیمے میں سے حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ باہر آتی ہیں اور حضور کو ایک لمبے وقت تک گلے لگاتی ہیں کہ حقیقت کا خیال ہونے لگتا ہے۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ اس سے طبیعت میں غم بھی پیدا ہؤا کیونکہ بوزینب میں غم کی خبر تھی لیکن میری توجہ اس طرف نہیں گئی کہ یہ آپ کی شدید خواہش کا اظہار ہؤا ہے اور یہ آخری معانقہ ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ بعض وجودوں کے ساتھ بعض برکتیں ہوتی ہیں جو اُن وجودوں کے ساتھ چلی جاتی ہیں اور اِس لحاظ سے طبیعتوں میں فکر پیدا ہوتی ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ بعض وجودوں کے ساتھ بعض برکتیں ایسی ہوتی ہیں جو اُن کے جانے کے بعد اُس طرح دکھائی نہیں دیتیں اور ان کا خلاء محسوس ہوتا ہے لیکن یہ کہنا کہ ہر وجود اپنی ساری برکتیں اپنے ساتھ لے جاتا ہے یہ بالکل غلط خیال ہے۔

اور اِس ضمن میں حضور نے فرمایا کہ سب سے زیادہ برکتوں والا وجود حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے۔ آپؐ جو برکتیں لے کر آئے آپؐ کے وصال کے بعد یُوں محسوس ہؤا کہ ایک خلاء برکتوں کا پیدا ہو گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ایک صدیق کو کھڑا کر کے بہت حد تک اُس بحران سے مومنوں کی جماعت کو نکال لیا۔ لیکن تمام مؤرّخین جانتے ہیں کہ زندگی اور بعد کے حالات کو یکساں قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اِس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب برکت وجود برکتیں ساتھ لے جاتے ہیں لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ صاحبِ برکت وجود اپنی برکتیں پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور برکتیں اپنی ذات میں زندہ رہتی ہیں لیکن اُن برکتوں سے استفادہ کرنے والوں کی کیفیتوں میں کمی آجاتی ہے۔

فرمایا: حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آج بھی زندہ ہیں اور اِس زمانہ میں بھی جو برکتیں حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو ملی ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملی ہیں جیسا کہ حضور فرماتے ہیں ؎

این چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم　٭　یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمد است

فرمایا: اصل حقیقت استفادہ کی طاقت ہے۔ جو لوگ اپنے اندر برکتوں سے استفادہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ اِن برکتوں سے فائدہ اُٹھاتے رہتے ہیں۔ وہ اس صاحبِ برکت وجود سے تعلق جوڑتے ہیں تو وہ برکات حاصل کر لیتے ہیں۔ اِس لئے ایک صاحب برکت وجود کے جانے سے جو مایوسی پیدا ہوتی ہے کہ برکتیں اُٹھ گئیں اُس کا ایک بہت حد تک برکتیں لینے والوں سے تعلق ہوتا ہے اِس لئے سب سے پہلا اور اہم فریضہ صاحبِ برکت وجودوں کی اولاد کا ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی برکتوں کو جاری رکھیں۔ وہ لوگ جو اپنے بزرگوں کی برکتوں کا نوحہ کرنے لگ جاتے ہیں وہ اپنے ہاتھوں سے برکتوں کو ہلاک کرنے والے ہوتے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ کسی بزرگ کے وصال کے بعد اللہ کبھی اس کی برکتوں کو ختم نہیں فرماتا۔ لوگوں پر منحصر ہے کہ وہ برکتوں سے قطع تعلق کر لیں یا اُن برکتوں کو ہمیشہ اپنے اندر زندہ رکھیں۔ اِس لئے جب بھی کوئی بابرکت وجود گزرتا ہے تو جماعتِ احمدیہ کو یہ عہد کرنا چاہیئے کہ ہم اِن برکتوں کے ساتھ بفضلہٖ تعالیٰ مضبوطی کے ساتھ چمٹے رہیں گے اور کسی برکت کو بھی اپنے ہاتھ سے ضائع نہیں کریں گے۔ یہ وہ عزم ہے جس کے نتیجہ میں کوئی بھی آتا ہے اور چلا جاتا ہے، جماعت کو دائمی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ہر آنے والا اپنی خاص برکتیں چھوڑ کر جایا کرے گا اور ہمیشہ کے لئے وہ برکتیں جماعت کی امانت بنتی جایا کریں گی اور جماعت ہمیشہ پہلے حال سے بہتر حال میں منتقل ہوتی چلی جائے گی جیسا کہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی برکتیں آپ کے وصال کے بعد ختم نہیں ہوئیں بلکہ جاری رہیں اور انہوں نے زیادہ نشو ونما پائی۔

فرمایا: یہ ہے برکت کی حقیقت۔ اور جماعت کو اچھی طرح یہ مضمون ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اگر وہ برکتوں سے چمٹنے کی عادت ڈال لے اور ایک صاحب برکت وجود کی جدائی سے اس کی جدائی کا غم تو کرے لیکن برکتوں پر نوحہ نہ کرے تو یہ جماعت برکتوں میں نشو ونما پاتی جائے گی اور ہر آنے والا وجود ضرور اپنی نئی برکتیں لے کر آئے گا اور رہ جانے والا وجود اپنی برکتیں چھوڑ کر جائے گا اور جماعت کو برکتوں کے لحاظ سے کبھی نوحہ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ پس حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی جدائی اگرچہ بہت ہی شاق ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ صاحبِ برکت وجود تھا وہ برکتیں کہاں سے حاصل کرے وہ جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ برکتیں ورثہ کے طور پر جماعت کو عطا فرماتا چلا جاتا ہے ہاں اگر ورثہ پانے والے اِن برکتوں سے مُنہ موڑ لیں تو پھر وہ خود ہی جدا نہیں ہوتا بلکہ اُس کی برکتیں بھی جُدا ہو جاتی ہیں۔ اِس لئے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ

صاحب برکت وجود کی برکتوں سے وفا کرنے کی جماعت کو توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا کہ جمعہ کی نماز کے بعد حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی نماز جنازہ غائب ادا کی جائے گی۔ اور حضور نے بیان فرمایا کہ آپ میری والدہ تھیں جو مجھ سے جُدا ہو گئیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ مئی ۱۹۸۷ء بمقام لندن

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور نے فرمایا کہ قوموں کی زندگی میں وہ دَور بہت ہی اہم ہوتا ہے جب ایک نسل دوسری نسل سے جُدا ہو رہی ہوتی ہے اور یہ جدائی خدا تعالیٰ کی تقدیر کے نتیجہ میں یک لخت واقع نہیں ہوتی بلکہ تدریجاً ہوتی ہے۔ صحابہ کی نسل سے تابعین کی نسل کی جدائی کا یہ دَور ایک لمبا تدریجی عمل ہے جو حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے وصال کے لمحہ سے شروع ہوُا اور تقریباً نوّے برس ہو گئے اب تک جاری ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا: آج ہم ایسے دَور میں داخل ہو گئے ہیں کہ وہی ساتھی جن کی روشنی حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے اوّلین رفقاء کے دَور میں جو غیر معمولی شان کے ساتھ چمکنے والے ستاروں کی مانند تھے مدھم پڑ گئی تھی آج یہی رفقاء ہمارے لئے آسمان پر چمکتے ہوئے ستارے بن گئے ہیں اور ہماری دعائیں ہیں کہ ان سے جدائی ہونے کا وقت اور دیر تک ٹل جائے اور اُن کے وصل کا عرصہ لمبا ہو جائے۔

فرمایا: اِن وجودوں کے جانے سے دُکھ ہوتا ہے اور ایک بھی جُدا ہو تو غیر معمولی تکلیف ہوتی ہے۔ بعض لوگ یہ خوف محسوس کرتے ہیں کہ ان کے جانے سے ہم بے سہارا رہ رہے ہیں۔ لیکن یہ خوف درست نہیں۔ اس طرف متوجہ کرنے کے لئے گذشتہ خطبہ میں مَیں نے جماعت کو برکتوں کے دوام کا مضمون سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

حضورِ انور نے حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ بطور حضرت اقدس کے ساتھ رہنے کے آپ ایک برکت رکھتی تھیں اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی "مبشر" اولاد کی حیثیت سے بھی ایک خاص اہمیّت رکھتی تھیں چنانچہ مجھے خطرہ محسوس ہوُا کہ کہیں تو ہمات پیدا کرنے والے لوگ اس قسم کی افواہیں نہ پھیلانی شروع کر دیں کہ اِن کے جانے سے ان کے ساتھ برکتیں اُٹھ جائیں گی اور ہم بے سہارا رہ جائیں گے۔

فرمایا: آپ برکتوں کی ماہیّت اور حقیقت سے آشنا ہوں۔ حقیقی برکتیں اخلاقِ حسنہ میں ہیں، نیکیوں میں ہیں اور تعلق باللہ میں ہیں۔ اِن تمام برکتوں کو اپنائے ہوئے ایک بزرگ جدا ہوں تو ان کی جدائی کا خلاء ضرور محسوس ہوگا مگر اس کا یہ نتیجہ نکالنا کہ اِس ابدی نوعیّت کی برکتیں ہم سے جدا ہو جائیں گی یہ درست نہیں۔ ہاں اگر خلاء زیادہ محسوس ہو تو پھر فکر کریں کہ قصور ہمارا ہے۔ اگر ہم برکتوں سے محبّت کرنے والے ہوں اور ان کی اہمیّت کو سمجھنے والے ہوں تو ان برکتوں کو ہمیں اپنی ذات میں جاری کرنا چاہیئے تھا۔

فرمایا: قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات کو ایک ایسے نور کے طور پر پیش فرمایا جو خدا تعالیٰ کے نور کی مثال ہے۔ یہ نور اپنی پاکیزگی اور اپنی جِلا میں بڑھتا اور پھیلتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور وہ آیت اِس مضمون پر ختم ہو جاتی ہے کہ اس نور کو تم مومنوں کے سینوں میں، ان کے گھروں میں بھی روشن پاؤ گے چنانچہ آپؐ کی زندگی میں ہی بہت سے سینوں نے اس نور کو مستعار لیا اور اپنی شمعیں روشن کرلیں۔

فرمایا: پس آپ خلاء محسوس کرتے ہوئے دوسروں کے لئے ایک ایسا نمونہ بن جائیں کہ دوسرے یہ خلاء محسوس نہ کریں۔ ایک نور کو لے کر دوسروں تک پہنچائیں۔ اِس طرف توجہ کریں نہ یہ کہ کھوئے ہوئے کی طرف اپنی ساری توجہ مبذول کر دیں۔ اِس بات سے انکار نہیں کہ بعض لوگ اپنی خوبیوں میں ایک نمایاں شان رکھتے ہیں اور ان کے مَعًا بعد ویسے دوسرے لوگ دکھائی نہیں دیا کرتے اِس لئے ایسے وجودوں کو آنکھیں ترسا کرتی ہیں۔ حضورِ انور نے حضرت حسّان بن ثابتؓ کے یہ اشعار ؎

كنت السواد لناظرى ، فعمى عليك الناظر

من شاء بعدك فليمت　　فعليك كُنت أُحاذر

پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے وقت صحابہؓ کے دلوں کا حال بیان کیا کہ باوجود اس کے کہ خدا کی طرف سے یقین دہانی تھی کہ یہ نور باقی رہنے والا نور ہے اور ساری اُمّت کے لئے اُسوۂ حسنہ ہے اور مومنین کے دلوں میں یہ نور موجود بھی تھا مگر پھر بھی جب آپؐ جُدا ہوئے تو آنکھیں ویران ہوگئیں اور آپؐ کے دیکھنے کو ترس گئیں۔ پس آپؐ کی جدائی کا محسوس ہونا ایک طبعی امر تھا۔ اسی طرح ہر بزرگ کی جدائی درجہ بدرجہ محسوس تو ہوتی ہے اور خلاء بھی پیدا ہوتے ہیں۔ بعض نوع کی برکتیں ضرور ایسی ہوتی ہیں جو وقتی طور پر ہاتھ سے جاتی دکھائی دیتی ہیں اور شدّت کے ساتھ خلاء کا احساس ہوتا ہے لیکن اگر یہ برکتیں جو وقتی طور پر جاتی دکھائی دیتی ہیں باقی نہ رہیں تو پھر

ہمارا قصور ہے تقدیر الٰہی کا قصور نہیں۔ ہاں ان کا قصور ہے جنہوں نے ایک لمبے عرصہ تک اس بزرگ کی صحبت پائی لیکن اس سے نیکی کے یہ گُر اختیار نہیں کئے۔

حضورِ انور نے فرمایا: حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے متعلق جو خطوط موصول ہو رہے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی شفقت کا دائرہ بہت وسیع تھا اور مدت تک یہ نسل ان شفقتوں کو یاد کرے گی۔ اگر خلاء نہ بھی پیدا ہوں تب بھی ایسی شفقتیں ضرور یاد رہتی ہیں۔ اور ایک محسن اس لئے بھی خلاء چھوڑتا ہے کہ اس کے احساس کے نتیجہ میں اس کی جُدائی تکلیف دیتی ہے۔

پھر حضور نے فرمایا: اس کے علاوہ بعض اور قسم کی خصوصی برکتیں ہیں جن میں بہت ہی اہم برکت دعا کی برکت ہے۔ یہ بھی ایسی چیز نہیں کہ جانے والا ساتھ لے جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی دعائیں مقبول ہوئیں مگر آپ نے کوئی راز نہیں رکھا کہ یہ دعائیں کیوں مقبول ہوتی ہیں قرآن نے خود مقبولیت کے سارے نسخے بتائے اس لئے دعا کی یہ برکتیں لافانی بن گئیں۔

حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ایک دعا کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک شخص نے بارش کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپؐ نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے، اتنی بارش برسی کہ وادیاں پانی سے بھر گئیں یہاں تک کہ اُسے بارش کے بند ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرنی پڑی۔ پس ایسے عجیب نظارے جن آنکھوں نے دیکھے ہوں کیسے ممکن ہے کہ ایسی بابرکت ہستی کی جدائی کے بعد وہ اس بات پر ہی صرف اطمینان پکڑ جائیں کہ یہ برکتیں جاری رہنے والی ہیں۔ آپؐ نے بڑے دعا گو اپنے پیچھے چھوڑے لیکن آپؐ جیسا پیدا نہ ہو سکا اس لئے وہ خلاء دیر تک محسوس ہوتا رہا پھر بھی یہ کہنا غلط ہے کہ آپؐ کی دعاؤں کی برکتیں اُٹھ گئیں آج بھی اُمّتِ محمدیہ پر آپؐ کی دعاؤں کی برکتیں برس رہی ہیں۔ آپؐ کی دعاؤں کی برکتوں نے ایسے دعا گو پیدا کر دیئے جنہوں نے پُرانی یادیں تازہ کر دیں۔ چنانچہ اس ضمن میں حضورِ انور نے دو رفقاء حضرت منشی اروڑے خان صاحب اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب کی بارش کے لئے دعا کی درخواست پر حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دعا کے نتیجہ میں بارش برسنے کا واقعہ بیان فرمایا اور فرمایا: پس برکتوں کے جانے سے اس کے خلاء کا احساس بھی ایک زندہ حقیقت ہے اور برکتوں کے دائمی ہونے کا مضمون بھی ایک زندہ حقیقت ہے۔

حضور نے فرمایا کہ رمضان المبارک میں اس مضمون کو آپ کے سامنے رکھنے کی ضرورت

اِس لئے پیش آئی کہ رمضان سے بھی بعض لوگ یہی سلوک کیا کرتے ہیں جو جانے والے بزرگوں سے کرتے ہیں۔ گو ان کی یاد تو دل میں رکھتے ہیں مگر ان کی برکتیں اپنانے کی کوشش نہیں کرتے۔
اِس وقت رمضان کے وسط میں آپ کو اِس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ رمضان کی برکتوں کو اپنی ذات میں محفوظ کرنے کی کوشش کریں۔ ان سے چمٹ جائیں اور یہ دیکھیں کہ رمضان سے پہلے اور رمضان کے دوران آپ کی زندگی میں کیا فرق پڑا ہے۔ پس رمضان کے شیشے میں اپنی نئی صورت دیکھ کر یہ کوشش کریں کہ اب نئے نقوش کو ہم نے دوام بخشنا ہے اور اُن بدنقوش کو جن سے رمضان کی برکت سے چھٹکارا ملا ہے ان سے دوبارہ اپنے چہرہ کو داغدار کرنے کی اجازت نہیں دینی۔

فرمایا: آج دشمن کو ایذاء رسانی اور گالیاں اور ناپاک کلام کے چسکے پڑ رہے ہیں وہ رمضان میں بھی باز نہیں آرہا اسی طرح آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ دشمن نے اپنے لئے ایک لذتوں کی راہ تلاش کی ہے اور آپ نے اپنے لئے لذّتوں کی ایک راہ تلاش کی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ آپ کی لذّتیں بہت اعلیٰ درجہ کی ہیں، نیکیوں، پاکیزگیوں اور رُوحانیّت کی اعلیٰ لذّات ہیں اِس لئے آپ بہتر ہیں۔ بظاہر دشمن غالب ہیں لیکن خدا کی تقدیر نے فیصلہ کیا ہے کہ نیکیوں کو ضرور بدیوں پر غالب کر کے دکھائے گا۔ پس اپنی نیکیوں میں ترقی کرتے چلے جائیں اور اپنی تقدیر کو خدا کے حوالے کر دیں۔ اُس پاک ذات کے حوالے آپ کی تقدیر ہو گی تو کبھی اس میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہو گی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ مئی ۱۹۸۷ء بمقام لندن

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ آج سارا عالمِ اسلام جمعۃ الوداع ادا کر رہا ہے اور آج بیوت الذکر عبادت کرنے والوں سے بھر گئی ہیں اور لوگ بیوت الذکر سے باہر عبادت کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔

حضور نے بتایا کہ عبادت کرنے والوں کی کثرت ایک برکت اور قوّت پیدا کرتی ہے اِس لئے اگر سارا عالمِ اسلام اِس جمعہ کے دن خواہ ان میں سے بہت سے ایک ہی دن اکٹھے ہونے والے ہوں، اکٹھا ہو جائے اور تقویٰ اور عالمِ اسلام کے لئے اچھے نصیبوں کی دعا مانگے، بدیوں سے پرہیز کی دعا مانگے تو مجھے یقین ہے کہ اس جمعہ کی دعائیں خصوصیّت کے ساتھ مقبول ہوں گی اور

عالمِ اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی نئی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں گی اور ان کے کئی مصائب دُور ہوں گے۔

حضور نے فرمایا: بدقسمتی سے علماء نیکی کے معاملہ میں بھی اتفاق نہیں رکھتے اور ایسے مقدس مواقع پر بھی خدا تعالیٰ سے اتحاد مانگنے کی بجائے افتراق کی تعلیم دینے والے موجود ہیں اور اس لحاظ سے جتنا بڑا اجتماع ہوگا وہ اتنی بڑی نحوست کا موجب ہو جاتا ہے اور اللہ سے برکتیں حاصل کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے غضب کو مانگنے والا بن جاتا ہے۔ اس لئے جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے ہمیں اِس خصوصی جمعہ کے دن زیادہ تر توجہ ایسی دعاؤں کی طرف دینی چاہیئے جن کا تعلق سارے عالمِ اسلام سے ہو اور وقتی طور پر اپنے دُکھ بُھول کر من حیث الجماعت اسلام کے دُکھ پیشِ نظر رکھ کر ان کے لئے خصوصیّت سے دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ عالمِ اسلام کی تکالیف کو ٹال دے۔

فرمایا: عالمِ اسلام کے دُکھوں سے مراد ہر اُس شخص کے دکھ ہیں جو کسی نہ کسی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منسوب ہونے والا ہے۔ حضور نے عالمِ اسلام کے دُکھوں کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا اور بتایا کہ سب سے بڑے دُکھ رُوحانی دکھ ہیں اور اسلام سے منسوب ہونے والوں کا معاشرہ ظلم اور بدی کی طرف دوڑتا چلا جا رہا ہے اور حالات بہت مہیب ہوتے جا رہے ہیں۔ کیفیّت دن بدن بگڑتی چلی جا رہی ہے اور حکومتیں بھی جو ظاہری احیائے نَو کی تحریک چلا رہی ہیں اور عالمِ اسلام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوششیں کر رہی ہیں ان کا مقصد بھی اپنا اثر و نفوذ قائم کرنا ہے۔

فرمایا: جب تک عملاً اسلام مسلمانوں کی رگ وپے میں وابستہ نہ ہو جائے اس وقت تک فی الحقیقت اسلام کے لئے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ حضور نے ڈرگس (DRUGS) کی مرض جو مغربی ممالک میں پائی جاتی ہے اس کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا اور بتایا کہ عالمِ اسلام کے بہت بڑے حصّہ کو یہ شدید خطرہ لاحق ہے اور بہت بڑا حصّہ اس خطرے سے عملاً دوچار ہو چکا ہے۔ سفّاکی اور ظلم ویسے ہی پھیلتے چلے جا رہے ہیں۔ بظاہر ایک مُلک اسلامی بن گیا ہے۔ نعرے اسلامی ہو گئے ہیں۔ ان کے ریڈیو مسلمان ہو گئے ہیں۔ ان کے ٹیلیویژن اور اخبارات مسلمان ہو گئے ہیں لیکن واقعۃً اگر آپ دیکھیں تو بد دیانتی اور ظلم دن بدن حدود سے تجاوز کرتے چلے جا رہے ہیں اور بہت ہی ہولناک صورتِ حال پیدا ہو گئی ہے کہ بعض دفعہ دعائیں

کرنے والوں کی دعائیں بھی ایسے ظالموں کے حق میں مقبول نہیں ہوتیں۔

حضور نے فرمایا: لیکن یہ دعائیں کرنے والے کے حق میں ضرور مقبول ہوتی ہیں اور اس کے لئے حصار بن جاتی ہیں اِس لئے جماعتِ احمدیہ کے افراد اگر ظالموں کے لئے دعائیں کرینگے تو وہ دعائیں ان کے لئے لَوٹ آئیں گی اور یہی دعا کا فلسفہ ہے کہ ظالموں کے لئے دعائیں کرنے والے خود اُن دعاؤں سے بچتے ہیں اور اُن کے مراتب بلند ہوتے ہیں اور خدا کا قُرب پہلے سے بڑھ کر ان کو نصیب ہونے لگ جاتا ہے اِس لئے جماعتِ احمدیہ کو دعائیں کرنی چاہئیں۔ چونکہ مسلمان کی فطرت میں نیکی ہے اور بڑی بھاری تعداد مسلمان عوام النّاس کی ایسی ہے جو نہایت بَد ملکوں میں رہنے کے باوجود بھی نیکی سے پیار ضرور رکھتے ہیں۔ ان کے دِل میں تمنّا ہے کہ نیک ہوں۔ ویسے تمام لوگ جماعتِ احمدیہ کی دعاؤں سے فیض پائیں گے اور بڑی کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے ساتھ جماعتِ احمدیہ کی دعائیں عالمِ اسلام کے حق میں قبول ہوں گی۔ مختلف رنگوں میں قبول ہوں گی۔ بَد سے بَد انسان کے لئے بھی دعا کرنا ہمارا فرض ہے۔ اس دعا کے لئے ہمدردی ہونا ضروری ہے اور اِس پہلو کو ہمیشہ مدّ نظر رکھنا چاہیئے کیونکہ جب تک دعا میں رُوح نہیں ہوگی وہ دعا بے حقیقت ہے۔ ہر مقبول دعا کے لئے رُوح کا ہونا ضروری ہے اور رُوح کے لئے نیک اعمال کا ہونا بھی ضروری ہے اِس لئے دعا کی مقبولیت کے لئے اعمالِ صالحہ کا ہونا بھی ضروری ہے لیکن آج اِس وقت تو یہ ممکن نہیں کہ آپ نیکیوں کو بڑھالیں اور اپنی بدیوں کو دُور کر دیں۔ اِس لئے آج کیا کریں یہ سوال ہے جس کا جواب مَیں دیتا ہوں کہ ایک چیز ہے جو آپ کر سکتے ہیں۔ اپنے لئے دعا کرتے ہوئے خدا کے حضور یہ نذر پیش کر دیں کہ مَیں یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ مَیں اپنی بدیاں ضرور دُور کر دونگا اور یہ نیکیاں حاصل کروں گا پھر خدا تعالیٰ اِس عہد کے بعد آپ کے ساتھ غیر معمولی زیادہ رحمت اور شفقت کا سلوک فرمائے گا اور وہ نیکیاں جو آپ نے ابھی نہیں کیں اُن کی ابھی سے جزاء دینی شروع کر دے گا اِس لئے اگر آج بھی کوئی شخص کسی جگہ یہ فیصلہ کرے کہ اے اللہ آج کے دن مَیں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ مَیں کمزور رہوں اور تُو مجھے طاقت بخش مَیں اِس فیصلے پر قائم رہوں لیکن نیّت میری اچھی ہے اِس لئے میری دعاؤں کی قبولیّت کو بڑھا دے۔

حضور نے دعاؤں کی قبولیت کا اعمالِ صالحہ سے تعلق قرآن کریم کی روشنی میں بڑی تفصیل سے بیان کر کے اعمالِ صالحہ کی طرف تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض ایسے اعمال

ہیں جن کو کوشش کے ساتھ حاصل کرنا چاہیئے اور بعض ایسے ہیں جن کو کوشش کے ساتھ ترک کرنا چاہیئے۔ اس کے نتیجہ میں دو قسم کی قوتیں حاصل ہوں گی ایک دعا کی قوت اور دوسرے دعا کرنے والے کی بات میں وزن پیدا ہو جائے گا اور معاشرہ کی اصلاح کے لئے جو بات کا وزن ضروری ہے وہ نصیب ہوگا ورنہ ان کی باتیں بیکار جائیں گی۔

حضور نے ایک بدی جھوٹ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ جماعتِ احمدیہ کا جھوٹ سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہونا چاہیئے اور جہاں تک ممکن ہے اس کی ہر قسم سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ ہر بدی اور ہر گناہ کی جڑ جھوٹ کے اندر داخل ہے اور جھوٹے کی دعا مقبول نہیں ہوتی۔ جھوٹ کے اندر اتنی تاریکی ہے کہ قرآن کریم میں سب سے زیادہ مردود بُرائی جھوٹ کو قرار دیا ہے اور جھوٹ کی حامل قوتیں مٹ جایا کرتی ہیں اس لئے جھوٹ سے پرہیز انتہائی ضروری ہے اور اس کو کسی قیمت پر بھی برداشت نہ کریں۔ جھوٹ سُن کے آپ کے اعصاب ٹوٹنے لگ جائیں۔ جھوٹ کے خلاف جہاد کریں اور اس کی بیخ کنی کریں اور یہ جہاد گھروں سے شروع کریں اور گھروں کو اصلاح کا یونٹ بنائیں اور ہر احمدی جس تک یہ آواز پہنچے اس کو جھوٹ کے خلاف عَلَمِ جہاد بلند کر دینا چاہیئے اور خاص طور پر جو بچے میری آواز سُنیں گے وہ یہ فیصلہ کر لیں کہ نہ ہم نے جھوٹ بولنا ہے اور نہ اپنے ماں باپ کو جھوٹ بولنے دینا ہے کیونکہ بچوں کی طرف سے جو نصیحت آتی ہے وہ چرکہ لگا کر بھی اثر پیدا کر دیتی ہے۔ پھر بہنیں بھائیوں سے، بیویاں اپنے خاوندوں سے جھوٹ کو دُور کریں اور اِن باتوں کا چرچا کریں۔ فرمایا جھوٹ کے خلاف جہاد آپ کی بات میں خاص وزن پیدا کر دے گا اور آپ کی دعاؤں کو بھی رفعت نصیب ہوگی اور آپ کے کلام کی تاثیر کو بھی رفعت نصیب ہوگی۔

حضور نے سچائی کے متعلق فرمایا کہ سچائی صرف جھوٹ نہ بولنے کا نام نہیں بلکہ اِس کے اندر بہت لطیف مضامین داخل ہیں۔ بہت ہی وسیع معنیٰ ہیں کیونکہ زندگی میں بعض ایسے اَدوار آتے ہیں کہ انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں سچائی کی طاقت پیدا نہیں ہوئی اِس لئے یہ بہت وسیع سفر ہے اور یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ جھوٹ مت بولو سچائی کا ایک مثبت مضمون ہے اس کے لئے بھی دعائیں کریں رفتہ رفتہ سچائی کی گہرائی نصیب ہونا شروع ہو جائے گی اِس لئے سچائی کے بلند تر معیار تلاش کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

فرمایا: یہ دو بنیادی چیزیں ہیں۔ ان کے درمیان بھی بہت سی چیزیں ہیں۔ عام اخلاقِ حسنہ کا پایا جانا بھی بہت ضروری ہے اور ان اخلاقِ حسنہ کا سفر بھی گھروں سے شروع ہونا چاہیئے کیونکہ اکثر لوگوں کے اخلاق بگاڑنے والے اُن کے والدین ہیں۔ فرمایا بد اخلاقی بہت ہی بڑا گناہ بن جاتی ہے کیونکہ بد اخلاق کے متعلق مَیں جنّت کا تصوّر نہیں کر سکتا۔ اِس لئے نہیں کر سکتا کہ حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جس جنّت کی خبر دی ہے اس کا بد اخلاقی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہاں سلام ہی سلام ہے۔ فرمایا رمضان شریف ہمارا اِس سلسلہ میں بہت ممد ہے کہ بدخلقی کے جراثم اِس دَور میں جھڑنے شروع ہو جاتے ہیں اِس لئے اب یہ وہ اچھا وقت ہے کہ اخلاق پر زور دیں اور بدخلقی، بدزبانی کی عادتوں کے خلاف جہاد شروع کریں۔

فرمایا: اپنے گھروں کو جنّت بنانا سیکھیں۔ اگر آپ جھوٹ کا قلع قمع کر دیں گے۔ اگر پاکیزہ سچائی کی عادت ڈالیں جو ہر مرحلے سے گزر کر زندہ رہنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ اگر آپ اعلیٰ اخلاق پیدا کریں نیز لین دین کے معاملات کو درست کریں جس کا آغاز گھروں کی بجائے باہر سے ہوگا۔ سارے نظامِ جماعت کی ہر شاخ کو اس کے خلاف جہاد کرنا چاہیئے اور لین دین کے معاملے میں کتابت کا جو حکم قرآن کریم نے دیا ہے اس کے ہر پہلو کو پورا کرنا چاہیئے۔ حضور نے بتایا کہ لین دین کے معاملہ میں اگر گندگی ہو تو نہ جھوٹ سے نجات مل سکتی ہے نہ سچائی آ سکتی ہے اور نہ اخلاقِ حسنہ حاصل ہو سکتے ہیں صرف ریاکاری حاصل ہو سکتی ہے۔ فرمایا یہ سارے گندگی کے پہلو لے کر ہم اگلی صدی میں داخل نہیں ہو سکتے اگر داخل ہوں گے تو پھر اگلی صدی سے خیر کی توقع نہیں رکھ سکتے۔ غیر قومیں ہم سے خیر کی توقع نہیں رکھ سکتیں۔ اِس لئے اس جہاد میں مصروف ہو جائیں اور جب آپ اس جہاد میں مصروف ہوں گے تو تضاد کی عجیب کیفیت پیدا ہو گی کہ ایک طرف آپ کو غیر مسلم کہنے والے دن بدن اسلامی قدروں سے محروم ہوتے جا رہے ہیں اور آپ جن کو غیر مسلم کہا جا رہا ہے دن بدن　　　ایک خالص نمونہ بن کے دُنیا کے سامنے اُبھر رہے ہوں گے۔ خدا کس طرح دیکھے گا اِن دونوں قسم کے لوگوں کو اور بالآخر دُنیا کے ضمیر کے اندر جو خدا نے سچائی پیوستہ کر دی ہے اس سچائی کا کیا فیصلہ ہوگا۔ یہ دو چیزیں جب اکٹھی ہو گئیں تو پھر وہ عظیم الشان انقلاب پیدا ہو جائے گا آپ کی فتح اور غلبہ کا جسے دُنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ پس آج اِس جمعہ میں اِن باتوں پر عمل کرنے کا فوری وقت تو نہیں ہے لیکن نیتوں اور فیصلوں کا وقت ضرور ہے اور جن تک یہ بات بعد میں پہنچے خدا کرے کہ ان کے لئے

وہ وقت جمعۃ الوداع کی برکتوں کا وقت بن جائے۔ جب یہ سُن رہے ہوں اور اُن کے دل میں بھی خدا مضبوط نیکی کی تحریکیں پیدا کر دے اور پھر ان کو تقویت عطا فرمائے۔

فرمایا: یہ چار باتیں تھیں جو آج میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں۔ عہد کریں کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرماتا ہے ان پر عمل کریں گے اور ان پر عمل کروائیں گے اور عمل کروانے کے لئے زور لگا دیں گے۔

حضور نے آخر پر فرمایا کہ احمدی بیوت الذکر سے محروم کر دیئے گئے ہیں بڑے مظلوم ہیں۔ ان کا بھی دل چاہتا ہے کہ عبادتوں کے لئے اکٹھے ہوں۔ جہاں تک ان کا اور ان کی عبادتوں کا تعلق ہے ان کو میں پیغام دیتا ہوں۔ حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیغام دیتا ہوں کہ خدا نے تمہارے لئے زمین کا چپہ چپہ بیت الذکر بنا دیا ہے۔ بالکل غم اور فکر نہ کرو۔ تمہاری عبادتیں پہلے سے زیادہ مقبول ہو رہی ہیں اور ظالموں کی عبادتیں مردود ہو رہی ہیں۔ اِس لئے اِن مظلوموں کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ اکٹھا کرے اور ظالموں کے لئے بھی دعا کریں کہ بدنصیبی کی حالت میں اللہ تعالیٰ ان کو موت نہ دے۔

پیارے آقا کا محبّت بھرا اسلام

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے اور حضور تمام احبابِ جماعت کو محبّت بھرا السّلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہتے ہیں۔

مومن کے صبر کا تعلق خدا سے ہوتا ہے

اس کیلئے ظالموں کی طرف سے جو آگ جلائی جاتی ہے وہ گلزار بن جاتی ہے

خلاصہ خطبہ عید الفطر بیان فرمودہ حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ
مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۸۷ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نمازِ عید کے لئے دس بجکر اکتالیس منٹ پر مارکی میں تشریف لائے اور نمازِ عید ادا فرمائی۔ نمازِ عید کے بعد حضور نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ ہدیۂ قارئین ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضورِ انور نے سورۃ النحل کی درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:-

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝

اس کا ترجمہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ممکن ہے اس آیت کے انتخاب پر تعجب ہو کہ عید کے ساتھ صبر کا کیا تعلق ہے چنانچہ اس مضمون پر کہ عید اور دیگر خوشیوں سے صبر کا کیا تعلق ہے بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی۔

فرمایا: مذہبی پہلو سے بھی یہ عید الفطر لمبے صبر کے دور کے بعد رکھی گئی ہے اور رمضان جس رنگ میں صبر کی تعلیم دیتا ہے اور کوئی عبادت نہیں دیتی اس لئے اس لمبے صبر کے دور کے بعد جو عید آتی ہے اس کا صبر سے لازماً تعلق ہے اور عید یہ سبق دیتی ہے کہ مومن کا صبر

کبھی ضائع نہیں جاتا۔ خدا تعالیٰ اُسے قبولیت عطا کرتا اور بہترین ثمرات عطا فرماتا ہے۔

فرمایا: دنیوی لحاظ سے بھی خوشیوں کے ساتھ صبر کا گہرا تعلق ہے کیونکہ خوشی کا ہر دن اپنے پیاروں کی یاد دلاتا ہے اور ہر خوشی کے ساتھ غم ہوتا ہے اور جہاں غم ہو وہاں صبر بھی کرنا پڑتا ہے۔ وہ مائیں جن کے بچے فوت ہو جاتے ہیں وہ خوشیوں کے دن اپنے بچوں کی یاد کا غم اپنے سینے میں جگا لیتی ہیں اور جن عورتوں کے خاوند فوت ہو جاتے ہیں اور وہ جوانی میں بیوہ ہو جاتی ہیں اُن کو خوشی کے دنوں میں اپنے خاوندوں کی یاد ستاتی ہے اور خوشی کے ساتھ ساتھ دُکھ بھی محسوس ہوتا ہے۔

فرمایا: مذہبی دُنیا میں بھی یہ بات چلتی ہے اور پیاروں کی یاد کا آنا تعجب کی بات نہیں ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آتا ہے کہ اسلامی فتوحات کے زمانہ میں جب چکّی کا پسا ہؤا آٹا آنے لگا تو حضرت عائشہؓ کی لونڈی نے نرم اور ملائم روٹی پکا کر حضرت عائشہؓ کو دی۔ آپؓ نے ایک لقمہ لیا تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے لقمہ گلے میں پھنس گیا۔ آپ کی لونڈی نے کہا کہ اتنا اچھا آٹا ہے اور اتنی نرم روٹی ہے جو آپ کے گلے میں پھنس رہی ہے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا تمہیں نہیں پتہ کہ میرے دل پر کیا بیت رہی ہے۔ میرے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ آٹا نصیب نہ تھا آپؐ سخت روٹی پر گذارہ کرتے تھے اِس لقمہ نے مجھے آپؐ کی یاد دلا دی ہے۔

فرمایا: خوشی کی بات نے غم کی بات پیدا کر دی جو فطری امر ہے اور خوشی کے دن سے غموں کا گہرا تعلق ہے۔ یہ عید اُن لوگوں کی یاد لے کر آئی ہے جو بہت ہی دُکھوں میں مبتلا ہیں اور کامل وفا کے ساتھ سلوک کی راہوں پر قدم مار رہے ہیں۔ وہ یہ عزم لے کر اُٹھے ہیں کہ جان دیدیں گے لیکن خدا کے دین کے ساتھ کبھی بے وفائی نہیں کریں گے۔ اُن کو طرح طرح کے مصائب میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ وہ پابندِ سلاسل ہیں اور اُن کے سینے جلائے جاتے ہیں تو آج عید کے دن اُن پیاروں کی یاد کا آنا طبعی امر ہے۔

فرمایا: لیکن مومن کو صبر کا مضمون ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہیئے اور خوشیوں اور غموں کے اجتماع کے وقت غموں کا بہترین استعمال یہ کرنا چاہیئے کہ اپنے غم خدا کے حضور پیش کرنے چاہئیں۔ اسکے بارے میں حضور نے بڑا تفصیلی مضمون بیان فرمایا اور بتایا کہ مومن اور غیر مومن کے صبر میں کیا فرق ہے۔ دُنیا داروں کے صبر کا خدا تعالیٰ کی ذات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور دُنیا کی آگ ان کو

خاکستر کر دیتی ہے لیکن مومن کے صبر کا تعلق خدا سے ہوتا ہے اور اس کے لئے ظالموں کی طرف سے جو آگ جلائی جاتی ہے وہ گلزار بن جاتی ہے جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو گلزار بنا دیا گیا تھا۔ حضور نے فرمایا دُکھوں کے ساتھ صبر کا مضمون اور مومن کے صبر کے ساتھ جزاء کا مضمون گہرا تعلق رکھتا ہے لیکن پیاروں کی یاد بھی طبعی امر ہے اور یہ بے صبری نہیں اگر یہ بے صبری ہوتی تو حضرت یعقوب علیہ السلام جو حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق غمگین رہتے تھے اُسے قرآن کریم مدح کے طور پر بیان نہ فرماتا۔ اسی طرح حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو بڑے باوفا تھے اُن کو بھی ہر خوشی کے موقع پر حضرت خدیجہؓ کی یاد آتی تھی اور حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ کوئی پیارا تحفہ آتا نہ تھا کہ آپؐ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ سے تعلق رکھنے والوں کو بھجوایا کرتے تھے۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ عید کے موقع پر جو خوشی کا موقع ہے اللہ کی راہ میں دُکھ اُٹھانے والوں کو مت بھولیں اور ہر خوشی کے وقت اُن کی یاد کو بسائیں۔ ان کی یاد کی شمعیں اپنے سینوں میں روشن کریں یہ شمعیں آپ کو نور بخشیں گی۔ ان کے جسموں کو جو زنجیریں پہنائی گئی ہیں وہ اپنی رُوحوں کو پہنا دیں۔ ہمیشہ اُن کے لئے دعائیں کریں آپ کی یاد رائیگاں نہیں جائے گی۔ آج عید کا دن خوشیوں کے ساتھ صبر کا دن بھی ہے۔ لوگ عید کے دن دِیے جلاتے ہیں آپ اُن دُکھ اُٹھانے والوں کی یادوں کے دیے اپنے سینوں میں جلا دیں جس کے نتیجہ میں آپ کی روحانیت کو نئی جلا بخشی جائے گی جو آپ کے تزکیہ کا موجب ہوگی۔ انکسار کا سبق سکھلائے گی۔

فرمایا: ہر ابتلاء کے وقت کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو خدا کی تقدیر قربانیوں کے لئے چُن لیتی ہے لیکن مومن ہرگز یہ نہیں کہتے کہ شکوہ ہے یہ مصیبت ہم پر نہیں پڑی بلکہ اُن کی شان خدا نے یہ بیان فرمائی ہے کہ

مِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ

آخر پر فرمایا کہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسے ہی باوفا لوگوں میں شامل کرے اور ہم عہدِ وفا کو استوار رکھیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

خطبہ کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی جو بڑی ہی رِقّت انگیز تھی۔ اس کے بعد حضورِ اقدس نے ازراہِ شفقت تمام حاضرین سے جو کہ عید کے لئے جمع ہوئے تھے مصافحہ کا شرف بخشا اور خود تمام احباب تک جا کر حضور نے مصافحہ فرمایا۔ اِسی طرح حضور مستورات (باقی صفحہ ۳۱ پر)

درسِ حدیث

دُرِّ منثور (۲)

سیرتِ نبوی ﷺ سے چند متفرق یادیں

(محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم۔اے، ایم لٹ (آکسن)

• عن ثوبان قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سافر فآخر عهده بانسان من اهل بيته فاطمة، واذا رجع فاوّل من يدخل عليها، قال: فقدم من غزاة له، او سفرٍ، فاذا فاطمة قد علقت مسحًا على بابها، وحلّت الحسن والحسين قلبين من فضّة، فرجع، فظنّت انّما رجع من اجل ما رأى، فنزعت السّتر ونزعت القلبين عن الصّبيين، فقطعته، فدفعته اليهما، فاتيا النّبيّ صلى الله عليه وسلم، وهما يبكيان، فقال: يا ثوبان خُذ هذين فاذهب بهما الى اهل بيت بالمدينة، واحسبه قال: محتاجين، فان هؤلاء اهل بيتي، وانّي اكره ان يأكلوا طيّباتهم في حياتهم الدّنيا، ثمّ قال: يا ثوبان اشتر لفاطمة قلادةً من عصب، وسوارين من عاج۔

(تہذیب الکمال للمزی جلد ۴، صفحہ ۴۱۳، ۴۱۴ طبع مصری)

ثوبان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کا دستور یہ تھا کہ حضورؐ) جب بھی سفر پر جاتے (تو اپنے اہلِ بیت سے مل کر رخصت ہوتے اور اہلِ بیت میں سے سب سے آخر میں (حضرت) فاطمہؓ سے ملتے اور جب سفر سے واپس لوٹتے تو سب سے پہلے ان کے (یعنی حضرت فاطمہؓ کے) پاس جاتے۔ ثوبان کہتے ہیں (کہ ایک دفعہ) حضورؐ اپنی کسی جنگی مہم سے

واپس تشریف لائے یا شاید کوئی سفر تھا جس سے حضورؐ واپس تشریف لائے تھے (اور حسب دستور حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لے گئے) تو کیا دیکھتے ہیں کہ (حضرت) فاطمہؓ نے اپنے دروازے کے ساتھ ایک ٹاٹ باندھ کر پردہ کیا ہوا ہے اور (حضرت) حسنؓ اور حسینؓ کو چاندی کے کنگن پہنائے ہوئے ہیں (حضورؐ نے یہ سب کچھ دیکھا) اور واپس چلے گئے۔ وہ (یعنی حضرت فاطمہؓ) سمجھ گئیں کہ حضورؐ نے جو کچھ دیکھا اس کی وجہ سے اِس طرح (اُلٹے قدم) واپس تشریف لے گئے۔ اس پر حضرت فاطمہ نے دروازہ پر سے پردہ اُتار دیا اور بچوں کے کنگن بھی اتار دئے۔ پردہ کو تو انہوں نے پھاڑ دیا اور کنگنوں کو حضورؐ کے پاس بچوں کی طرف سے بھیج دیا (کہ صدقہ کر دئے جائیں اور بچوں کو بھی حضورؐ کے پاس بھیج دیا) دونوں صاحبزادے اس حالت میں حضورؐ کے پاس آئے کہ وہ رو رہے تھے (ان کو دیکھ کر) حضورؐ نے فرمایا ثوبان ان کو اٹھا لو اور مدینہ کے بعض گھروں میں لے جاؤ (ثوبان کہتے ہیں کہ) میرا خیال ہے حضورؐ نے فرمایا تھا کہ غریبوں کے گھروں میں لے جاؤ یہ میرے اہلِ بیت میں سے ہیں اور میں اِس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ وہ ان نعمتوں کو (جو خدا کی طرف سے ان کے لئے مقدر ہیں) اپنی اِس دنیوی زندگی میں اُڑا لیں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا ثوبان فاطمہؓ کے لئے ایک عصب[1] کا ہار اور ہاتھی دانت کے کنگن خرید لینا۔

- عن المغيرة بن شعبة قال ضفت النبيّ ذات ليلة فأمر بجنبٍ فشوى، واخذ الشفرة فجعل يحزّ لى بها منه قال فجاء بلال، فاٰذنهٗ بالصلٰوة قال فالقى الشّفرة وقال ماله تربت يداه وقام يصلّى وكان شاربى وفى نقصّهٗ لى على سواكٍ۔

(ابو داؤد کتاب الطہارت باب ترك الوضوء مما مست النّار حدیث نمبر ۱۸۸ طبع مصری)

مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ ایک شام مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضورؐ نے میرے لئے گوشت کا ایک ٹکڑا بھنوایا پھر حضورؐ چھری لے کر اُس کے

---

[1] نہایہ ابنِ اثیر میں ہے کہ عصب ایک سمندری جانور کے دانت ہیں جن سے عرب میں ہار بنائے جاتے تھے۔

ساتھ گوشت کے ٹکڑے کاٹ کر مجھے دینے لگے۔ ہم کھانا کھا رہے تھے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آکر نماز کی اطلاع دی۔ حضور ؐ نے چھری ہاتھ سے رکھ دی اور فرمایا اللہ بلال کا بھلا کرے اس کو کیا جلدی ہے (کچھ انتظار کیا ہوتا) اور نماز کے لئے تشریف لے گئے۔

مغیرہ کہتے ہیں کہ میری مونچھیں لمبی تھیں اور ہونٹوں پر گرتی تھیں حضور ؐ نے ان پر مسواک رکھ کر زائد مونچھوں کو اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا۔

● عن معاویة بن الحکم السلمی قال: لمّا قدمت علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عُلّمت امورًا من امور الاسلام فکان فیما عُلّمت ان قال لی " اذا عطست فاحمد اللّٰہ، واذا عطس العاطس فحمد اللّٰہ فقل یرحمك اللّٰہ قال بینما انا قائم مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الصلاة اذ عطس رجل فحمد اللّٰہ فقلت: یرحمك اللّٰہ رافعًا بھا صوتی، فرمانی النّاس بابصارھم حتّٰی احتملنی ذالك فقلت مالکم تنظرون الیّ باعینٍ شزرٍ قال فسبّحوا (فجعلوا یضربوا بایدیھم علی أفخاذھم، فعرفت انھم یصمّتونی فسکتّ) فلمّا قضی رسول اللّٰہ قال من المتکلّم قیل: ھٰذا الاعرابی فدعانی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (وبابی واُمّی ما ضربنی ولا قھرنی ولا سبّنی) فقال لی " انّما الصلاة لقراءة القراٰن وذکر اللّٰہ جلّ وعزّ، فاذا کنت فیھا فلیکن ذالك شأنك" فما رأیت معلمًا قط ارفق من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

(ابوداؤد کتاب الصلاة باب تشمیت العاطس فی الصلاة حدیث نمبر ۹۳۰، ۹۳۱ مصری)

معاویہ بن حکم سلمی کہتے ہیں کہ جب مَیں حضور ؐ کی خدمت میں (قبولیتِ اسلام کو) حاضر ہؤا مجھے اسلام کی بہت سی باتیں سکھائی گئیں اور ایک بات جو مجھے سکھائی گئی وہ یہ تھی کہ حضور ؐ نے مجھے فرمایا کہ جب چھینک لو تو الحمد للہ کہو اور جب کوئی دوسرا چھینک لے کر الحمد للہ کہے تو تم یرحمك اللہ کہا کرو۔ معاویہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) مَیں حضور ؐ کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک شخص نے

چھینک لی اور الحمد للہ کہا تو مَیں نے نماز ہی میں یرحمك الله کہہ دیا اور بڑی اُونچی آواز سے کہا۔ دوسرے نمازی (میری آواز سُنکر) مجھے گھورنے لگے جیسے اپنی نظروں سے مجھ پر تیر برسا رہے ہوں مجھے یہ بہت بُرا لگا اور مَیں (نماز ہی میں) بولا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے مجھے یوں کنکھیوں سے کیوں گھورتے ہو۔ میرا یہ کہنا تھا کہ نمازی سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگے اور ساتھ ہی وہ اپنی رانوں پر ہاتھ مارتے تھے تب مَیں سمجھا کہ وہ مجھے چُپ کراتے ہیں تو مَیں چُپ ہو گیا جب حضورؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا نماز میں کون بولتا تھا تو آپؐ سے (میری طرف اشارہ کرکے) عرض کیا گیا کہ یہ بدو۔ اس پر حضورؐ نے مجھے اپنے قریب بُلایا اور میرے ماں باپ آپؐ پر قربان حضورؐ نے مجھے مارا نہ جھڑکا نہ گالی دی بس یہ فرمایا "نماز قرآن کی تلاوت اور اللہ جلّ شانہٗ کے ذکر کے لئے ہوتی ہے اس لئے جب تم نماز پڑھو تو تمہاری حالت بھی اس کے مطابق ہونی چاہیئے"۔ معاویہ کہتے ہیں کہ مَیں نے آج تک حضورؐ سے بڑھ کر نرمی کے ساتھ علم سکھانے والا کوئی اور نہیں دیکھا۔

- عن عبد الله بن جعفر قال: اردفنی رسول الله صلی الله علیه وسلم خلفه ذات یوم فاسرّ الیّ حدیثًا لا احدث به احدًا من الناس وکان احب ما استتر به رسول الله صلی الله علیه وسلم لحاجته هدفًا اوحائش نخلٍ قال فدخل حائطًا لرجل من الانصار، فاذا جمل، فلمّا رأی النبیّ حنّ و ذرفت عیناه فأتاه النّبی فمسح ذفراه فسکت فقال" من رب هٰذا الجمل، لمن هٰذا الجمل" فجاء فتی من الانصار فقال: لی یارسول الله فقال افلا تتقی الله فی هٰذه البهیمة التی ملك الله ایاه فانّهٗ شکی الیّ انك تجیعهٗ وتدئبه۔

(ابوداؤد کتاب الجهاد باب مایؤمر به من القیام علی الدوّاب والبهائم)

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی سواری کے پیچھے بٹھا لیا اور مجھے ایک رازدارانہ بات بتائی جو مَیں کسی کو نہیں بتاؤں گا (جعفرؓ کہتے ہیں کہ) حضورؐ کو قضائے حاجت کے لئے اونچی باڑ یا کھجوروں کے جُھنڈ کا پردہ پسند تھا حضورؐ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے حضورؐ کی نظر ایک اُونٹ پر پڑی جو حضورؐ

کو دیکھ کر رونے لگا اور اُس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ حضورؐ اس کے پاس گئے اس کی گردن کے بالوں پر اپنا ہاتھ پھیرا اور وہ چُپ ہوگیا۔ پھر آپؐ نے آواز دی کہ اس اُونٹ کا مالک کون ہے اور یہ کس کا اُونٹ ہے۔ (حضورؐ کی آواز سُن کر) ایک انصاری نوجوان نکلا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ میرا اُونٹ ہے۔ حضورؐ نے اسے فرمایا "کیا تم اِن جانوروں کے بارہ میں اللہ کا تقویٰ اختیار نہیں کرتے جن کا اللہ نے تمہیں مالک بنایا ہے۔ اِس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اِسے بھُوکا رکھتے ہو اور اسے تھکا دیتے ہو۔"

• عن المنذر بن جهم، قال حويطب بن عبد العزّى: لمّا دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة عام الفتح خفت خوفاً شديداً فخرجت من بيتي، وفرّقت عيالي في مواضع يأمنون فيها، ثمّ انتهيت الى حائط عوف، فكنت فيه. فاذا أنا بأبي ذر الغفاريّ، وكان بيني وبينه خلّة، والخلّة ابداً نافعة فلمّا رأيته هربت منه، فقال: أبا محمّد، قلت: لبّيك. قال: مالك؟ قلت: الخوف. قال: لاخوف عليك، تعال أنت آمن بأمان الله. فرجعت اليه، وسلّمت عليه، فقال لي: اذهب الى منزلك. قال: فقلت: وهل لي سبيل الى منزلي، والله ما أراني اصل الى بيتي حيًّا حتّى ألقى فأقتل او يدخل عليّ منزلي فأقتل، فانّ عيالي في مواضع شتّى. قال: فاجمع عيالك معك في موضعٍ، وأنا أبلغ معك منزلك. فبلغ معي، وجعل ينادي عليّ: بأنّ حويطباً آمن فلا يهج. ثمّ انصرف ابو ذر الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبره، فقال: "أوليس قد أمّنّا النّاس كلّهم الّا من أمرت بقتله؟" قال: فاطمأننت ورددت عيالي الى مواضعهم، وعاد إليّ ابو ذر، فقال: يا أبا محمّد حتّى متى، والى متى، قد سبقت في المواطن كلّها، وفاتك خيرٌ كثيرٌ، وبقي خير كثير، فأتِ رسول الله صلى الله عليه وسلم فأسلم تسلم، ورسول الله صلى الله عليه وسلم أبرّ النّاس، وأوصل النّاس، وأحلم النّاس،

شرفه شرفك، وعزّه عزّك. قال: قلت: فأنا أخرج معك فآتيه: قال: فخرجت معه حتّى أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم بالبطحاء، وعنده ابوبكر وعمر، فوقفت على رأسه، وقد سألت اباذر: كيف يقال اذا سلّم عليه؟ قال: قل: السّلام عليك ايّها النّبيّ ورحمة الله وبركاته. فقلتها، فقال: و عليك السّلام، أحويطب؟ قال: قلت: نعم، اشهد ان لا اله الّا الله، وانّك رسول الله. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلّم: الحمد لله الّذى هداك. قال: وسُرّ رسول الله صلى الله عليه وسلم باسلامى، واستقرضنى مالاً، فأقرضته اربعين الف درهم، وشهدت معه حنيناً والطّائف، وأعطانى من غنائم حنين مئة بعير۔

(تہذیب الکمال لِلمزّی جلد ۷ صفحہ ۴۶۷، ۴۶۸ و ابن عساکر)

منذر بن جہم سے روایت ہے (وہ کہتے ہیں کہ انہیں) حویطب بن عبد العزیٰ نے بتایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے مجھے بہت شدید خوف محسوس ہوا اور مَیں اپنے گھر سے نکل گیا اور مَیں نے اپنے خاندان کے لوگوں کو جُدا جُدا کرکے (مختلف) جگہوں میں ٹھہرا دیا تاکہ ان میں وہ امن سے رہ سکیں۔ پھر مَیں (خود) عوف کے باغ میں جاکر (چھپ گیا) مَیں وہاں ٹھہرا ہوا تھا کہ ابوذر غفاری رضؓ سے میرا آمنا سامنا ہو گیا میرے اور ان کے درمیان دوستی تھی اور دوستی تو ہمیشہ فائدہ ہی دیتی ہے۔ جب مَیں نے ان کو دیکھا تو مَیں ان سے (بھی ڈر کے) بھاگا۔ انہوں نے مجھے آواز دی کہ ابو محمد (حویطب کی کنیت ہے) مَیں نے جواب دیا کہ ہاں بتاؤ۔ انہوں نے کہا تمہیں کیا ہؤا ہے (کیوں مجھے دیکھ کر ایسے بھاگ کھڑے ہوئے) مَیں نے جواب دیا (مجھے) خوف (ہے) انہوں نے کہا تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں (میرے ساتھ) آؤ تم تو اللہ کی امان کے ساتھ امن میں ہو (حویطب کہتے ہیں کہ ان کی یہ بات سُنکر) مَیں ان کے پاس لَوٹ آیا اور ان کو سلام کیا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ اپنے گھر واپس لَوٹ جاؤ۔ حویطب کہتے ہیں کہ مَیں نے انہیں جواب دیا کہ کیا میرے لئے (امن سے) اپنے گھر پہنچنے کی کوئی صورت ہے خدا کی قسم مَیں نہیں سمجھتا کہ مَیں اپنے گھر زندہ پہنچ جاؤں گا (میرا تو خیال ہے کہ جونہی مَیں اپنے گھر کی طرف جاؤں گا) تو (راستہ ہی میں) پکڑ لیا جاؤں گا اور قتل کر دیا جاؤنگا

(اور اگر میں اپنے گھر پہنچ بھی گیا) تو میرے گھر میں داخل ہو کر مجھے پکڑ لیا جائے گا اور قتل کر دیا جائے گا (میں اپنے گھر میں اکیلا ہوں گا) کیونکہ میرے گھر والے مختلف جگہوں پر مقیم ہیں۔ اس پر انہوں نے (یعنی ابو ذر غفاری رضؓ نے) کہا کہ اپنے خاندان کے لوگوں کو اپنے ساتھ ایک جگہ (یعنی اپنے مکان میں) اکٹھا کر لو میں تمہارے ساتھ تمہارے گھر چلتا ہوں۔ پس وہ میرے ساتھ ہو لئے اور میرے متعلق (راستہ میں) یہ منادی کرتے جاتے تھے کہ قسم سے حویطب امان میں ہے اِس لئے اس پر حملہ نہ کیا جائے۔ پھر ابو ذر (مجھے گھر پہنچا کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور ان کو میرے بارہ میں بتایا (ان کی بات سُنکر) حضورؐ نے فرمایا کہ کیا یہ بات نہیں کہ ہم نے تمام لوگوں کی جان بخشی کر دی ہے اور ان کو امن دے دیا ہے سوائے ان (چند لوگوں) کے جن کے قتل کئے جانے کا میں نے حکم دیا ہے۔ حویطب کہتے ہیں (کہ جب مجھے حضورؐ کا یہ فرمان ملا) تو مجھے اطمینان ہو گیا اور میں نے اپنے بچّوں کو ان کی جگہوں پر پہنچا دیا۔ پھر ابو ذرؓ میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ اے ابو محمد کب تک اور کہاں کہاں (یوں مارے مارے پھرتے رہو گے) ہر جگہ (یعنی تمام ملک میں) تم پر سبقت لی جا چکی ہے (تمہارے لئے کوئی جائے فرار نہیں) بہت سی بھلائی تم کھو چکے ہو لیکن ابھی بہت سی بھلائی باقی ہے (جسے تم حاصل کر سکتے ہو) پس آؤ اب رسول اللہؐ کے پاس چل کر اسلام قبول کر لو اور سلامتی سے رہو۔ رسول اللہؐ سب انسانوں سے زیادہ نیکی کرنے والے ہیں۔ سب انسانوں سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ سب انسانوں سے بڑھ کر حلیم اور بُردبار ہیں۔ ان کا شرف تمہارا شرف اور ان کی عزّت تمہاری عزّت ہے۔ حویطب کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا ہاں میں تمہارے ساتھ چلوں گا اور ان کی (یعنی حضورؐ کی) خدمت میں حاضر ہوں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر میں ان کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ بطحاء پہنچ کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضورؐ کے پاس ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی تھے۔ میں حضورؐ کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا (اس سے پہلے) میں ابو ذر سے پوچھ چکا تھا کہ حضورؐ کو سلام کرتے وقت میں کیا کہوں اور انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ (حضورؐ کو سلام کرتے وقت کہنا) السّلام علیك ایّھا النّبیّ و رحمة اللہ و برکاتہٗ۔ سو میں نے اسی طرح کہا۔ حضورؐ نے جواب میں فرمایا "وعلیك السّلام کیا حویطب (آیا) ہے"۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ "ہاں حضور، اشھد ان لا الٰہ اِلّا اللہ و اِنّك رسول اللہ" ("میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں")۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا "تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے تجھے ہدایت دی"۔ حویطب کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ میرے اسلام (لانے) پر خوش ہوئے۔ حضورؐ نے مجھ سے (جنگِ حنین کے

اخراجات کے لئے) مال قرض مانگا میں نے حضورؐ کو چار ہزار درھم قرض دئے اور حضورؐ کے ساتھ حنین اور طائف کی جنگ میں شامل ہوا۔ پھر حضورؐ نے حنین کی غنیمتوں میں سے مجھے سو اُونٹ دئے۔

● عن جبيش بن خالدٍ أن رسول الله، صلى الله عليه وسلم، حين اخرج من مكة مهاجرًا الى المدينة، هو وابوبكر، ومولى ابوبكر: عامر بن فهيرة، ودليلهما الليثيّ: عبد الله بن الاريقط، مرّوا على خيمتي أمّ معبد الخزاعيّة. وكانت برزةً جلدةً تحتبى بفناء القبة، ثم تسقى وتطعم فسألوها لحمًا، وتمرًا، ليشتروه منها، فلم يُصيبوا عندها شيئًا من ذٰلك، وكان القوم مُرملين مُسنتين. فقالت: والله لوكان عندنا شيئ ما أعوزناكم نحرها. فنظر رسول الله، صلى الله عليه وسلم، الى شاة فى كِسرا لخيمة، فقال: ما هٰذه الشاة يا أُمّ معبد؟ قالت: شاة خلّفها الجهد عن الغنم. قال: ابها من لبن؟ وقال ابوزيد: هل بها من لبن؟ قالت: هى أجهد من ذٰلك. قال: اتأذنين لى ان احلبها. قالت: بابى و امّى إن رأيت بها حلبًا فاحلبها. فدعا بها رسول الله، صلى الله عليه وسلم، فمسح بيده ضرعها، وسمّى الله تعالىٰ، ودعا لها فى شاتها، فتفاجّت عليه و درّت واجترّت. ودعا باناء يربض الرهط، فحلب فيه ثجاً حتّى علاه البهاء، ثمّ سقاها حتّى رويت، وسقى اصحابه حتّى رووا، ثمّ شرب آخرهم رسول الله، صلى الله عليه وسلم، ثمّ أراضوا، ثم حلب فيه ثانيًا بعد بدء حتّى ملأ الاناء، ثمّ غادره عندها، ثمّ بايعها، وارتحل عنها. فقل ما لبثت حتّى جاءها زوجها ابو معبد يسوق اعنزًا عجافا يتساوكن هزلا ضحًا، مخهنّ قليل. وقال ابوزيد ضحًا مخّهنّ قليل. فلما رأى ابو معبد اللبن عجب وقال: من اين لك هٰذا اللبن يا أُم معبد، والشّاء عازب حيال، ولا حلوب فى البيت؟
فقالت: لا والله الا انه مرّ بنا رجل مبارك من حاله كذا وكذا۔

قال: صفیه لی یا اُم معبد۔ قالت: رأیت رجلاً ظاھر الوضاءة، ابلج الوجه، حسن الخلق، لم تعبه نحلة، ولم تزربه صعلة، وسیم قسیم۔ وقال محمد بن موسٰی: وسیمًا قسیمًا۔ فی عینه دعج، وفی اشفاره غطف، وفی صوته صھل، وفی عنقه سطع، وفی لحیته کثاثة، أزجّ أقرن۔ ان صمت فعلیه الوقار، وان تکلّم سما وعلاه البھاء، اجمل النّاس وابھاه من بعید، واحلاه واحسنه من قریب۔ حُلو المنطق، فصل، لا نزر ولا ھزر۔ کأن منطقه خرزات نظمٍ ینحدرون۔ ربعةً لا یأس من طول، ولا تقتحمه عین من قصر، غصنًا بین غصنین فھو أنضر الثلاثة منظرًا، وأحسنھم قدرًا، له رفقاء یحفّون به، ان قال انصتوا لقوله، وان امر تبادروا الی امره، محفود محشود، لا عابس ولا مفند صلی اللّٰه علیه وسلم۔

(دلائل النبوّة للبیھقی حدیث ام معبد جلد ۱ صفحہ ۲۷۸، ۲۷۹)

حبیش بن خالد سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی غرض سے روانہ ہوئے تو اس وقت آپؐ کے ہمراہ ابوبکرؓ۔ ابوبکرؓ کے غلام عامر بن فہیرہ اور ایک رہبر عبداللہ بن اریقط لیثی تھے۔ راستہ میں آپ لوگوں کا گذر اُم معبد خزاعیہ کے خیمہ کے پاس سے ہؤا۔ اُم معبد ایک معمر شریف، پاکدامن اور جہاں دیدہ عورت تھیں جو مردوں سے باتیں کر لیتی تھیں وہ اپنے خیمہ میں اُکڑوں بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ لوگوں کو کھانا کھلایا کرتی تھیں پانی پلایا کرتی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے پاس فروخت کرنے کے لئے گوشت اور کھجور وغیرہ ہے لیکن اس کے پاس ان چیزوں میں سے کچھ بھی نہ تھا۔ آپؐ کے ہمراہیوں کی حالت زادِ راہ اور کھانے پینے کی چیزوں کے نہ ہونے کی وجہ سے سخت پریشان کُن تھی۔ ان لوگوں کی فاقہ زدہ حالت دیکھ کر اُمِّ معبد کہنے لگیں خدا کی قسم اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو میں تم لوگوں کو دینے سے دریغ نہ کرتی اور نہ جانور ذبح کرنے سے روکتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ کے ایک گوشہ میں ایک بکری کو دیکھا تو اُم معبد سے فرمایا اے اُم معبد یہ بکری کیسی ہے؟ اُمِّ معبد کہنے لگیں یہ بکری اپنی لاغری اور کمزوری کی وجہ سے ریوڑ سے پیچھے رہ گئی اور چراگاہ نہیں جا سکی۔ حضورؐ نے فرمایا کیا یہ دُودھ دیتی ہے؟

اُمِّ معبد کہنے لگیں یہ اپنی لاغری اور کمزوری کی وجہ سے دودھ دینے سے بھی گئی گزری ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تم اس بکری سے دودھ دوہنے کی اجازت دیتی ہو۔ اُمِّ معبد کہنے لگیں میرے ماں باپ قربان ہوں اگر اس بکری میں دودھ نظر آتا ہے تو پھر دوہ لو۔

حضورؐ نے اس بکری کو اپنے پاس منگوایا اور اللہ کا نام لے کر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور اس بکری کے لئے دعا فرمائی تو وہ دودھ دینے کے لئے تیار ہو گئی اور تھن دودھ سے بھر گئے تو آپؐ نے ایک ایسا بڑا برتن منگوایا جو چند آدمیوں کو سیر کر دے۔ پھر آپؐ نے اس برتن میں دودھ دوہنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ برتن لبالب بھر گیا۔ آپؐ نے سب سے پہلے اُمِّ معبد کو دودھ پینے کے لئے دیا جب وہ خوب سیر ہو گئیں تو پھر اپنے ساتھیوں کو دیا جب وہ سب دودھ پی کر خوب سیر ہو گئے تو آخر میں آپؐ نے بقیہ دودھ پی لیا۔ پھر آپؐ نے دوبارہ اس برتن میں دودھ دوہا یہاں تک کہ وہ برتن دوبارہ دودھ سے لبالب بھر گیا۔ یہ دودھ آپؐ نے اُمِّ معبد کے پاس چھوڑ دیا۔ اس کے بعد ضرورت کی چند چیزیں اُمِّ معبد سے خرید کر سفر پر روانہ ہو گئے۔

حضورؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کو اُمِّ معبد کے پاس سے گئے ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اُمِّ معبد کا خاوند ابو معبد اپنے ریوڑ کو لئے ہوئے آ گیا۔ اس کے ریوڑ کی یہ حالت تھی کہ اس کے جانور اپنی کمزوری اور لاغری کی وجہ سے لڑکھڑا کر چل رہے تھے۔

جب ابو معبد نے گھر میں دودھ سے بھرا ہوا برتن دیکھا تو بہت حیران ہوا اور کہنے لگا اے اُمِّ معبد چراگاہ تو یہاں سے بہت دُور ہے ہمارے گھر میں دودھ دینے والی گابھن جانور بھی نہیں تو پھر یہ دودھ کہاں سے آ گیا؟

اُمِّ معبد نے جواباً کہا خدا کی قسم یہ دودھ کہیں سے نہیں آیا البتہ یہاں پر سے ایک مبارک وجود کا گذر ہوا ہے جس کا حال ایسا ایسا تھا اس کی کرامت اور برکت سے یہ دودھ ہمیں میسّر آیا ہے۔

ابو معبد کہنے لگا اے اُمِّ معبد ذرا اس شخص کا حُلیہ تو بیان کرو کہ اس کی کیسی شکل و صورت تھی۔ اُمِّ معبد کہنے لگیں مَیں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے جو نہایت حسین و جمیل تھا۔ ہنس مُکھ، روشن اور چمکدار چہرے والا تھا۔ جسمانی بناوٹ کے اعتبار سے نہایت خوبصورت تھا۔ اس کا چھریرا بدن اسے عیب دار نہیں بناتا تھا۔ اس کے تمام اعضاء خوبصورتی کے لحاظ سے بہت مناسب تھے۔ نہ تو وہ موٹا تھا نہ دُبلا پتلا توند والا۔ نہ اس کا سر چھوٹا تھا کہ عیب دار نظر آئے۔ نہایت حسین و خوبرو تھا۔ اس کی آنکھیں کالی کالی اور بڑی بڑی تھیں۔ پلکیں گھنی اور لمبی تھیں۔ آواز رعب دار اور بھاری تھی۔ گردن لمبی تھی۔ داڑھی گھنی

اور چوڑی تھی لمبی اور پتلی نہ تھی۔ بھنویں لمبی اور خمیدہ کمان کی طرح تھیں۔ وہ لوگوں میں سب سے حسین تر تھا۔ اس کی شخصیت بارعب تھی لیکن قریب سے دیکھنے پر نہایت پُرکشش اور خوبصورت وجود تھا۔ نہایت شیریں بیان تھا جب گفتگو کرتا تو اپنی بات کو الگ الگ کرکے نہایت خوبصورت انداز میں بیان کرتا کہ لوگ اس کی باتیں سمجھ جائیں فضول اور بیکار باتیں نہیں کرتا تھا۔ اس کی باتیں ایسی تھیں گویا موتی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ ٹھہر ٹھہر کر باتیں کرتا تھا تیزی سے اور جلدی جلدی نہیں بولتا تھا۔ اپنے میانہ قد کی وجہ سے لوگوں کے درمیان حقیر نظر نہیں آتا تھا۔ اپنے ساتھیوں کے درمیان وہ ایک سرسبز شاخ کی طرح نظر آتا تھا۔ اس کے ساتھی اسے گھیرے رکھتے تھے۔ اس کی باتیں سُننے کے لئے وہ سب خاموش رہتے تھے۔ اگر وہ کچھ کرنے کا انہیں حکم دیتا تھا تو وہ سب وہ کام کرنے کے لئے لپک پڑتے تھے۔ وہ مرجع خلائق تھا لوگ اس کی خدمت کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ وہ تُرش رُو غصے والا نہیں تھا نہ ان لوگوں کی طرح تھا جو سٹھیائے ہوئے فضول بک بک کرتے ہیں اور نہ ہی وہ چڑچڑا مزاج تھا۔

اللھم صل وبارك على محمد

تشخیص بجٹ مجالس انصاراللہ

مندرجہ ذیل اضلاع کی جملہ مجالس انصاراللہ کے بجٹ تشخیص ہو چکے ہیں اللہ تعالےٰ ان اضلاع کے ناظمین اضلاع، زعماءِ اعلیٰ وزعماء صاحبان کو اپنے فضلوں سے نوازے اور مقبول خدمت کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

• سرگودہا • لاہور • ملتان • خانیوال • وہاڑی • اوکاڑہ • بہاولپور • بہاول نگر • رحیم یار خاں • ڈیرہ غازی خاں • راجن پور • اسلام آباد • راولپنڈی • جہلم • اٹک • حیدرآباد • لاڑکانہ • خیرپور • سکھر/جیکب آباد

دیگر اضلاع کے ناظمین سے گذارش ہے کہ وہ بھی اپنے اپنے ضلع کی ایسی مجالس جن کے بجٹ ابھی تک تشخیص نہیں ہوئے جلد تشخیص کر کے ارسال فرمائیں۔

(قائد مال مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

"آپ کی ولادت سے ڈیڑھ ماہ پہلے دُختِ کرام کا الہام ہوا تھا اور حضور نے حقیقۃ الوحی میں آپ کی ولادت کو نشانِ الٰہی شمار فرمایا ہے"

(قرارداد صدر انجمن احمدیہ قادیان)

"حضرت سیّدہ مرحومہ کا وجود بیشمار خوبیوں اور برکات کا حامل تھا"

(قرارداد مجلسِ عاملہ برطانیہ)

قراردادہائے تعزیت بر وفات حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نوراللہ مرقدہا

منجانب نظارت علیا قادیان

ربوہ سے یہ اندوہناک خبر ملی ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صلبی اولاد میں سے آخری نشانی حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ ۶ مئی ۱۹۸۷ء کو انتقال فرما گئی ہیں۔ اِنّا للہ وَاِنّا الیہ راجعون۔

آپ کی ولادت ۲۵ جون ۱۹۰۴ء کو ہوئی۔ آپ کی ولادت سے ڈیڑھ ماہ پہلے "دُختِ کرام" کا الہام ہوا تھا اور حضور نے حقیقۃ الوحی میں آپ کی ولادت کو نشانِ الٰہی شمار فرمایا ہے۔ آپ کے اعلانِ نکاح کے لئے حضرت مصلح موعود نے لاہور سے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کو بلوایا تھا۔

آپ کے شمائل و اخلاق سے ظاہر ہے کہ آپ حقیقۃً ایک غیر معمولی خاتون تھیں۔ نہایت عابد، دعا گو، صابر و شاکر، بے دریغ انفاق فی سبیل اللہ کرنے والی، ایمان و ایقان میں غیر متزلزل۔ آپ نے سلسلہ احمدیہ کی تمام تحریکاتِ تعمیر بیوت الذکر لندن، یورپ اور قادیان میں وافر حصہ لیا اور دیگر مالی تحریکات (چندہ تحریکِ جدید وغیرہ) میں بھی۔

آپ بطور بیوی اور والدہ بھی ایک بے مثال مقام رکھتی تھیں۔ ۱۹۴۸ء میں آپ کے رفیقِ حیات دل کے شدید دورہ سے فریش ہوگئے۔ زندہ رہنے کی امید نہ تھی۔ آپ نے ان کی خدمت میں دن رات ایک کر دیا۔ گو ان کو افاقہ ہوگیا اور وہ اس کے بعد ساڑھے بارہ سال زندہ رہے لیکن اس سارے طویل عرصہ میں آپ نے اپنی صحت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جو خدمت کی وہ اپنی مثال آپ ہے۔

بعض خدماتِ سلسلہ میں آپ عدیم المثال ہیں۔ حضرت مصلح موعود کی ہدایت پر آپ نے طویل سفر اختیار کر کے ۱۹۶۲ء میں بیت الذکر احمدیہ زیورچ (سوئٹزرلینڈ) کا سنگ بنیاد رکھنے کی سعادت حاصل کی۔ یہ یورپ کی پانچویں بیت الذکر تھی۔ اِس تقریب میں سوئٹزرلینڈ، آسٹریا، اور ممالکِ یورپ کے احمدیوں کی شرکت کے علاوہ آپ کی وجہ سے پریس نے گہری دلچسپی لی۔ اور کثیر تعداد میں ان کے اور ریڈیو کے نمائندگان نے شرکت کی اور ساری کارروائی ریکارڈ کی گئی بلکہ ریڈیو نے آپ کا ایک خصوصی پیغام بھی ریکارڈ کیا۔ اِس سفر میں آپ نے متعدد دیگر یورپین ممالک کا دورہ بھی کیا جس سے تمام جماعتوں کو تربیتی لحاظ سے بہت فائدہ پہنچا۔ تاریخِ احمدیت میں آپ ابھی تک واحد خاتون ہیں جنہیں بیت الذکر کے سنگِ بنیاد رکھنے کا اعزاز ملا ہے۔

حضرت مصلح موعود نے ایک بزرگ صحابی کی وفات پر خطبہ جمعہ میں بیان فرمایا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین پر ایک مجذوب نے چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ خلاصۃً یہ ہے کہ

> ہائے افسوس ان لوگوں کی جُدائی پر جو دُنیا کے لئے سُورج کا کام دے رہے تھے لوگ ان سے نور حاصل کرتے تھے۔ وہ دُنیا کے لئے قلعوں کا رنگ رکھتے تھے۔ وہ شہروں کی طرح آبادی کا موجب تھے۔ بادل تھے۔ پہاڑوں کی طرح استحکام کا موجب تھے۔ مشکلات کے باوجود ان کی وجہ سے ہمیں سکون اور چین ملا۔ جب وہ وفات پا گئے تو ہمارے سُکھ بھی دُکھ بن گئے۔

مزید حضرت مصلح موعود نے اِس خطبہ میں فرمایا کہ ضروری نہیں کہ ایسے لوگ خطیب ہوں، مقرّر ہوں۔ یہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ کے انبیاء کی صحبت حاصل ہوتی ہے اور ان کا قرب رکھتے ہیں۔ انبیاء اور اُن کے خلفاء کے بعد دوسرے درجہ پر دُنیا کے امن وسکون کا باعث ہوتے ہیں۔ ان کا وجود ہی لوگوں کے لئے برکتوں اور رحمتوں کا موجب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے عذابوں کو روک دیتا ہے اور کہتا ہے ابھی اس قوم پر مت نازل ہو کیونکہ اس میں ہمارا ایسا بندہ موجود ہے جسے اِس

عذاب کی وجہ سے تکلیف ہوگی۔ ان کی خاطر دُنیا میں امن وسکون ہوتا ہے۔

حضرت ممدوحہ ایسے ہی بابرکت اعلیٰ وجودوں میں سے تھیں اور آپ کی مفارقت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ حضرت امام جماعتِ احمدیہ کی خدمت میں لندن تعزیتی پیغام عرض کیا جارہا ہے۔ ہندوستان کی تمام جماعتوں کو گشتی مراسلہ اور بڑی جماعتوں کو فون اور تاروں کے ذریعہ اطلاع دی جارہی ہے اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی بعد نماز عصر بیتِ اقصیٰ میں نماز جنازہ غائب پڑھائیں گے۔ جماعتوں کو بھی نماز جنازہ غائب ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ (خاکسار ملک صلاح الدین ناظر اعلیٰ قادیان ۸۷-۵-۷)

نوٹ:۔ اِسی قسم کے اظہارِ ہمدردی اور گہرے دلی جذبات پر مشتمل قراردادیں مجلسِ عاملہ انصاراللہ مرکزیہ قادیان، وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان، جماعتِ احمدیہ قادیان سے موصول ہوئی ہیں۔

منجانب مجلسِ عاملہ برطانیہ

مجلسِ عاملہ برطانیہ کا یہ ہنگامی اجلاس منعقدہ ۸ مئی ۱۹۸۷ء جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی المناک وفات پر گہرے رنج والم اور دلی جذباتِ تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔

یہ خبر انتہائی دُکھ اور افسوس کے ساتھ سُنی گئی کہ سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مبشر جسمانی اولاد میں سے آخری یادگار حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نوّر اللہ مرقدہا جن کے بارہ میں الہامِ الٰہی میں "دُختِ کرام" کے مبارک الفاظ میں بشارت دی گئی تھی ۶ مئی ۱۹۸۷ء کو پاکستان کے وقت کے مطابق ساڑھے تین بجے بعد دوپہر قریباً ۸۳ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگئیں۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

مرحومہ کا وجود بے شمار خوبیوں اور برکات کا حامل تھا۔ آپ ۲۵ جون ۱۹۰۴ء کو پیدا ہوئیں آپ کی ساری زندگی حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مبارک الہام "دُختِ کرام" کی جیتی جاگتی تفسیر تھی۔ جملہ احبابِ جماعت آپ کے حُسنِ اخلاق اور الطافِ کریمانہ سے بھرپور استفادہ کرتے رہے۔ خصوصاً جماعت کی مستورات آپ کی بابرکت صحبت اور حُسنِ تربیت سے فیضیاب ہوئیں۔

آپ ۱۹۶۲ء میں انگلستان تشریف لائیں اور یہاں قیام فرمایا۔ اسی سفر میں ۲۵ اگست ۱۹۶۲ء کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دارالذکر محمود سوئٹزرلینڈ کا سنگِ بنیاد رکھنے کی سعادت بھی عطا فرمائی۔

حضرت سیّدہ مرحومہ کا وجود ساری جماعت کے لئے نہایت معزّز اور قابلِ احترام وجود تھا۔ اس بابرکت اور مقدس وجود کی جُدائی ہم سب کے لئے نہایت دُکھ اور صدمہ کا موجب ہے اور ہم دلی غم اور افسوس کے ساتھ اپنے پیارے آقا سیّدنا حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی اور حضرت سیّدہ مرحومہ کے بیٹوں اور بیٹیوں اور لواحقین نیز افرادِ خاندان حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعاگو ہیں کہ سب کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں آپ کی جملہ خوبیوں اور اعلیٰ صفات کا وارث بنائے نیز ہم سب کو یہ توفیق دے کہ ہم ان تمام برکات کے سلسلہ کو جاری رکھ سکیں جو آپ کے وجود کے ساتھ وابستہ تھیں اور آپ کی خوبیاں اور اخلاقِ کریمانہ آپ کی اولاد اور ساری جماعت میں زندہ اور جاری رہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبر کی توفیق دے اور ان کی نیکیوں پر صبر کے ساتھ قائم رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

ہم ہیں
ممبران مجلس عاملہ برطانیہ
۸۷/۵/۸

نوٹ :- تقریباً اسی قسم کے درد بھرے جذبات سے معمور مجلس عاملہ لندن، مجلس انصار اللہ برطانیہ، مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ اور مجلس لجنہ اماء اللہ برطانیہ کی قرار دادیں موصول ہوئی ہیں۔

خلاصہ خطبہ عید الفطر ــــ (بقیہ صفحہ ۲۳)

کی مارکی میں بھی تشریف لے گئے اور اُن کو بھی عید مبارک دی اور شرفِ زیارت بخشا۔ چونکہ اس روز جمعہ تھا اِس لئے حضور نے نماز جمعہ بیت الفضل لندن میں پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضور نے خطبہ جمعہ میں فرمایا ہم نے تحقیق کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب عید اور جمعہ اکٹھے ہو جاتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُور سے آنے والوں کو اجازت دے دیا کرتے تھے کہ وہ بے شک جمعہ پڑھے بغیر چلے جائیں لیکن جو مقامی لوگ تھے اُن کو جمعہ پڑھنے کے متعلق بھی کہا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عید کے دن جمعہ بھی ہؤا ہے اِس لئے صرف ان احباب کو جمعہ پر آنے کے لئے کہا گیا تھا جو عام طور پر بیت الفضل لندن میں ظہر کی نماز ادا کرنے کے لئے آتے ہیں۔

نماز جمعہ کے بعد حضور اقدس نے محترم چوہدری انور حسین صاحب کی اہلیہ کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

قراردادِ تعزیت مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ

مجلسِ انصاراللہ مرکزیہ کا یہ غیر معمولی اجلاس حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نوّر اللہ مرقدہا کی وفات بتاریخ ۶ مئی ۱۹۸۷ء پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ اِنّا لِلّٰہ واِنّا الیہ راجعون۔

حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نوّر اللہ مرقدہا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مبشر اولاد میں سے سب سے چھوٹی تھیں۔ آپ الٰہی بشارت کے تحت ۲۵ جون ۱۹۰۴ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا الہام "دُختِ کرام" آپ کے حق میں پورا ہوتا ہے اور اس الہام کی روشنی میں واقعۃً شرافت اور اخلاقِ کریمانہ آپ کے خون اور مزاج میں شامل تھے۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی کتاب "حقیقۃ الوحی" میں آپ کی پیدائش کو اپنی صداقت کا چالیسواں نشان قرار دیا ہے۔

آپ کی شادی حضرت نواب عبداللہ خاں صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ سے الٰہی منشاء کے تحت ہوئی۔ نواب صاحب ایک درویش صفت اور تقوٰی شعار انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹیاں اور تین بیٹے عطا فرمائے۔ ۱۹۶۲ء میں آپ کو "بیت المحمود" زیورچ (سوئٹزرلینڈ) کا سنگِ بنیاد رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ سالہا سال تک لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی اعزازی رکن رہیں۔ آپ نے خلافتِ رابعہ کے انتخاب کے بعد حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی "الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ" والی تاریخی اور بابرکت انگوٹھی سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پہنانے کا شرف حاصل کیا۔ آپ کا شمار اُن مبشر وجودوں میں ہوتا ہے جنہیں وفات کے بعد حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشاد

"میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔" (ضمیمہ رسالہ الوصیّت)

کے مطابق بہشتی مقبرہ میں تدفین کا اعزاز حاصل ہوا۔

آپ بہت پاک خُو اور پاک شکل تھیں اور آپ کی طبیعت میں نہایت جاذبیّت تھی اور بچّوں سے بہت پیار کیا کرتی تھیں اور بچّے بھی جلد آپ سے مانوس ہو جاتے تھے۔ آپ نہایت درجہ تقوٰی شعار، دعاگو اور بابرکت وجود تھیں۔ آپ کی ساری زندگی پاکیزگی اور نیک نفسی کا نمونہ تھی۔

آپ کی وفات کا صدمہ نہایت ہی صبر آزما اور جانکاہ ہے۔ ہم ممبران مجلسِ عاملہ انصاراللہ مرکزیہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، تمام احبابِ جماعت، حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ نوّر اللہ مرقدہا کی اولاد اور خاندان حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جملہ افراد سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت

سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نوّر اللہ مرقدہا کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے ہر آن آپ کے درجات بلند فرمائے اور جملہ پسماندگان اور تمام احبابِ جماعت احمدیہ عالمگیر کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے آپ کی خوبیوں کا وارث بنائے اور اس صاحبِ برکت وجود کی برکتوں سے وفا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہم ہیں ممبران مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

اداریہ ــــــ (بقیہ صـ۶)

میں گھس کر اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا نقصان انسان کی حرصِ زر اور حرصِ اقتدار اس کے ایمان کو پہنچاتی ہے۔ آجکل حرصِ زر اور حرصِ اقتدار کے سوائے اَور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ پہلے جائز و ناجائز طریقوں سے دولت اکٹھی کرو پھر اس کے ذریعہ اقتدار کو حاصل کرو پھر اقتدار کو مزید دولت اکٹھی کرنے کا ذریعہ بناؤ۔ ساری قوم بس اسی چکر میں پھنس کے رہ گئی ہے بلکہ خود بھیڑ یوں کا رُوپ دھار چکی ہے۔ اب کوئی صاحبِ ایمان اور صاحبِ کردار شخصیت ہی اس ابلیسی چکر کو توڑ سکتی ہے۔

بے سوزے تو در معرکہ ذوقے نتواں یافت
اے بندۂ مومن تو کجائی؟ تو کجائی؟"

('نورِ بصیرت' نوائے وقت لاہور ۵ رجنوری ۱۹۸۶ء صـ۳ کالم ۷)

اِسی طرح نوائے وقت لاہور اپنی اشاعت ۷ رمارچ ۱۹۸۷ء کے صـ۳ پر زیرِ عنوان "ہم کو اب چاہیئے اک مردِ مسلماں یارب" تحریر کرتا ہے:۔

"مجھے یاد ہے کہ "حمید نظامی مرحوم" اپنے مخصوص انداز میں کچھ اِس طرح فرما رہے تھے کہ ہم پاکستانیوں کی مشکلات کا حل مارشل لاء میں دُور دُور تک نہیں ہے بلکہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کوئی "مردِ مسلمان" کی صفات کا رہبر بھیجے۔ جب "مردِ مسلمان" کے الفاظ حمید نظامی مرحوم دہراتے اس پر فیض احمد فیض مرحوم اپنی مخصوص خوبصورت مسکراہٹ سے سب یارانِ محفل کو دعوتِ فکر دیتے اس موقع پر میں نے دیکھا تھا کہ حمید نظامی مرحوم جوشِ ایمانی سے مغلوب ہو کر مسلمانوں کی تاریخ کے مختلف حوالوں سے "مردِ مسلمان" کے تمام اوصاف بیان کر رہے تھے۔

اکثر و بیشتر یہ واقعہ میرے ذہن میں آ رہا ہے آج ۲۶ سال ہو گئے ہیں حمید نظامی مرحوم کے "مردِ مسلمان" کی تلاش آج بھی جاری ہے مسئلہ اب بھی وہیں ۱۹۶۰ء پر آ کر رُک گیا ہے ہمارا "مردِ مسلمان" رہبر کہاں ہے اور ہم کہاں جا رہے ہیں اب تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ اب ہمارا تیسرا دور شروع ہو چکا ہے جس کو آپ سہ پہر زندگی کہہ لیجئے حمید نظامی مرحوم کی دعا اب تک یاد ہے۔ "ہم کو اب چاہیئے اِک مردِ مسلماں یارب"

پروگرام ماہوار مطالعہ کتب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

تمام انصار کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ماہ جون، جولائی، اگست ۱۹۸۷ء کے لئے مندرجہ ذیل کتب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ برائے مطالعہ مقرر کی گئی ہیں:

(۱) مسیح ہندوستان میں — برائے ماہ جون ۱۹۸۷ء

(۲) لیکچر لدھیانہ — برائے ماہ جولائی ۱۹۸۷ء

(۳) " — برائے ماہ اگست ۱۹۸۷ء

زعماء و دوسرے عہدیداران مجالس انصار اللہ علم و معرفت کے حصول کے ان مرکزی پروگراموں میں حصہ لینے کے لئے زیادہ سے زیادہ انصار کو تحریک کرتے رہیں اور ہر احمدی گھرانہ میں درس کتب کا اہتمام کیا جائے اور اپنی مساعی کے نتائج سے مرکز کو آگاہ کیا جائے۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

تیسرا ایک کتابی امتحان انصار اللہ

علم و معرفت کے روحانی خزائن کے پیش نظر تیسرا ایک کتابی امتحان انصار اللہ یکم اگست ۱۹۸۷ء کو ہوگا۔ اس امتحان کے لئے کتاب لیکچر لدھیانہ مقرر ہے۔

زعماء انصار اللہ احباب کو تلقین فرمائیں کہ وہ اس امتحان کے لئے ابھی سے تیاری فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس میں شامل فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

دفتر ماہنامہ انصار اللہ سے خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

(مینجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

وہ اِنتظار کر رہا ہے

"سوچو کہ اِس زمانہ میں ان بے راہیوں کا کچھ انتہا بھی ہے ..... اے سونے والو بیدار ہو جاؤ۔ اے غافلو اُٹھ بیٹھو کہ ایک انقلابِ عظیم کا وقت آگیا۔ یہ رونے کا وقت ہے نہ سونے کا اور تضرّع کا وقت ہے نہ ٹھٹھے اور ہنسی اور تکفیر بازی کا۔ دعا کرو کہ خداوندِ کریم تمہیں آنکھیں بخشے تا تم موجودہ ظلمت کو بھی بتمام وکمال دیکھ لو اور نیز اس نور کو بھی جو رحمتِ الٰہیہ نے اس ظلمت کے مٹانے کے لئے تیار کیا ہے۔ پچھلی راتوں کو اٹھو اور خدا تعالیٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو اور ناحق حقّانی سلسلہ کو مٹانے کے لئے بد دعائیں مت کرو اور نہ منصوبے سوچو۔ وہ ..... اس درخت کو کبھی نہیں کاٹے گا جس کو اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ کیا کوئی تم میں سے اپنے اس پودہ کو کاٹ سکتا ہے جس کے پھل لانے کی اس کو توقّع ہے۔ پھر وہ جو دانا، بینا اور ارحم الراحمین ہے وہ کیوں اپنے اس پودے کو کاٹے جس کے پھلوں کے مبارک دنوں کی وہ انتظار کر رہا ہے ..... سو تم ناحق آگ میں ہاتھ مت ڈالو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آگ بھڑکے اور تمہارے ہاتھ کو بھسم کر ڈالے۔"

(دافع الوساوس روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۳، ۵۴)